یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کے دن روز بازار پریس امرتسر سے شایع ہوتا ہے

شرح قیمت اخبار مع محصول ڈاک

سالانہ ... بشش شاہی

خریداران ممالک بیرون سے ... دس شلنگ ... چھ شلنگ

عام سے ..... سے ... للعہ ...

طلبا اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق .... للعہ ... ہدیہ

بغیر چندہ پیشگی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا

نمونہ کا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا۔

شرح اجرت اشتہارات و مضامین مفیدہ

تجارتی اشتہارات کی اجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی۔

مضامین مفید عام اور خبرین مفت درج ہونگی۔ *

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیئے۔ روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری خط کے ذریعہ بھیجنا چاہیئے ورنہ مطبع ذمہ دار نہ ہوگا۔

وکیل

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

THE VAKIL AMRITSAR

ایڈیٹر منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار عدالت

جلد ۱ | امرتسر ۱۹ ذی قعدہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۱۱ مارچ ۱۹۰۱ عیسوی یوم دوشنبہ | نمبر ۵۰

وکیل

امرتسر ۱۹۔ ذیقعدہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۱۱۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ عیسوی یوم دوشنبہ جلد ۱ نمبر ۵۰

قیصر ہند کا وظیفہ

جب مسلمانون کا ستارہ عروج پر تہا اور اس قوم نے ترقی کے شاہراہ مین قدم رکہا تہا تو ان کے ہان بہی تمدن کے ایسے ہی آئین جاری تہے جو آجکل دیگر قومون کا دستور العمل ہین بلکہ یہ کہنا تعلی مین داخل نہین کہ موجودہ ترقی یافتہ قومون نے یہ سب اُن ہی کے چربے اُتارے ہوئے ہین خلیفہ وقت بیت المال کا امین تو ضرور ہوا کرتا تہا مگر کیا محال ہی کہ ایک حصہ ہی اپنے ذاتی صرف کے لئے مدون احارت مجلس شوریٰ کے نکالے۔ ہائے اُس زیرالقرون کو کہان سے پائین اور اون بزرگوارون کو کن قبرون سے نکالکر لائین جنکی بے نفسی زمانہ مین ضرب المثل تہی۔ تاریخ شاہد ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضہ اپنی آغاز خلافت مین ایک دن بازار مین گہر کے کچہہ برتن بیچ رہے تہے کہ عبدالرحمن بن عوف اتفاقاً اُس طرف کو جا نکلے اور خلیفہ وقت کو اس حال مین دیکہکر تعجب سے پوچہنے لگے کہ امیرالمومنین ہوکر گہر کا اثاثہ سر بازار فروخت کرنا آپکی وضع کے خلاف ہے تو آپنے جواب مین فرمایا کہ اسکا خیال تو آپ کو چاہئے تہا دن بہر تو تمہاری خدمت کرتا ہون اور شغل امارت سے کوئی ایسا وقت نکال نہین سکتا کہ اپنے اور اپنے متعلقین کے ماےحتاج کے لئے کچہہ پیدا کرسکون۔ ناچار یہ نکردن تو کیا کردن اسپر عبدالرحمن نے مجلس شوریٰ منعقد کرکے آپ کا ماہانہ وظیفہ مقرر کیا جو آپ لیتے رہے۔ خلیفہ ثانی کی بے تعلقی کی ہزارون حکایتین مشہور ہین۔ مگر ہم یہان نمونہ کے طور پر فقط ایک پر ہی کفایت کرتے ہین کسی لڑائی مین مال غنیمت مین کچہہ کپڑا ہی آیا جو حسب قاعدہ مجاہدین مین تقسیم ہوا۔ اتفاق سے ہر ایک کے حصہ اتنا کپڑا تقسیم ہوا جس مین عبا تیار نہ ہوسکتی تہی خلیفہ عمر رضہ جمعہ کے روز اُسی کپڑے کی عبا پہنکر نماز جمعہ کیلئے مسجد مین تشریف لائے تو نمازیون مین سے کسی صاحب نے اس زیادہ ستانی کی وجہ پوچہی۔ آپنے فرمایا کہ اسکا جواب عبداللہ بن عمر دینگے چنانچہ عبداللہ بن عمر نے اُسی مجلس مین اُٹہکر کہا کہ مین نے اپنے حصہ کا کپڑا انہین دیدیا تہا۔ اور اس ترکیب سے عبا پوری ہوئی۔

خلیفہ ثالث کا کیا پوچہنا۔ وہ تو بذات خاص اتنے صاحب دولت تہے کہ بجائے بیت المال سے لینے کے ہزارون بلکہ لاکہون روپیہ اپنے ایام خلافت مین مسلمانون کے بہبود کے لئے اپنی جیب سے خرچ کئے۔ اور وہ ماہانہ وظیفہ بہی جو خلیفہ اول کے عہد مین مقرر ہوا تہا اور جسکا عملدرآمد حضرت عمرؓ کے وقت مین بہی رہا کبہی نہ لیا۔

خلیفہ چہارم کو بیت المال کی حفاظت مین یہانتک غلو تہا کہ آپنے ایک موقع پر چند صحابہ کو کسی ملکی مشورہ کے لئے طلب فرمایا۔ شام کا وقت تہا کچہہ عرصہ تک باتین ہوتی رہین جب مشورہ ختم ہوا تو آپنے چراغ جو جل رہا تہا بجہا دیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین آپکو ہماری صورت سے ایسی ہی نفرت ہے کہ ہمارا مونہہ بہی دیکہنا گوارا نہین تو آپنے جواب مین فرمایا کہ نہین ہرگز ایسا نہین۔ بات یہ ہے کہ چراغ بیت المال کے صرف سے جل رہا تہا اب چونکہ مشورہ ختم ہوچکا ہے اور تمہاری اور میری دوستانہ صحبت ہوگئی ہے اسلئے مین نے چراغ گہر سے منگایا ہے۔ ایک اور موقع پر آپ کے حقیقی بہائی عقیل نے آپسے درخواست کی کہ آپ خلیفہ وقت اور بیت المال کے امین ہین میرے لئے کوئی وظیفہ مقرر فرمادین آپنے فرمایا کہ کل آنا وہ دوسرے دن پہر متقاضی ہوئے تو آپ نے دوسرے دن پر رکہا اسی طرح دو تین دن تک ٹالتے رہے۔ جب دیکہا کہ وہ ٹالے سے نہین ٹلتے تو ایک دن کہنے لگے کہ آج شام کو ایک آلہ نقب لیکر آؤ۔ اسپر عقیل نے عرض کیا کہ آلہ نقب کس لئے۔ تو آپنے کہا کہ کسی دولتمند کے گہر مین ہم تم نقب لگائینگے۔ عقیل گبرائے اور کہنے لگے کہ لاحول ولاقوۃ یہ حرکت تو ہم سے کبہی نہ ہوگی تو آپنے فرمایا کہ بیت المال کا دروازہ تو ہے جائیداد ہے جائے اسکے کہ کل مسلمانون کے گہر توڑ کر مین تمہین دون یہ بہتر ہے کہ کسی ایک کے گہر مین چوری کرون۔ *

یہ تھی اسلامی تعلیم اور آنحضرتؐ نے اپنے شاگردون کو اس قسم کی ملکداری کرنیکا سبق پڑھایا تھا اور وہ اپنے پیر و مرشد کی ہدایات کے یون کاربند رہے۔ لیکن بعد مین جب بنی امیہ نے خلافت کو سلطنت سے بدل کیا تو نقشہ ہی بدل گیا اور اون مین بھی وہ نفسانیت آگئی جو دنیوی بادشاہون کا باعتبار بشریت خاصہ ہے آخر کار اسلام کی تاریخ مین ایک ایسا زمانہ آگیا جب یہ مثل عوام کے منہہ پر چڑھی "ہرچہ در بغداد گرد سر خلیفہ" اس فقرہ سے بغدادیون کی جان نثاری یا وہ جوش عقیدت مفہوم نہین جو اونہین اپنے خلیفہ سے تھی اگر یہ ہوتا تو بجائے ہرچہ کے لفظ ہر کہ استعمال ہوتا کیونکہ ذی روح کے لئے ہر کہ زیادہ تر موزون ہے۔ اور ہرچہ کا استعمال صاف دلیل اس امر کی ہے کہ اُس سے مراد نقد و جنس اور مال و متاع ہے۔ وجہ یہہ کہ اس لفظ کا اطلاق بالعموم بے جان کے لئے ہوتا ہے اور اسکا موضوع ہمیشہ وہی اشیا ہوتی ہین جو غیر انسان ہون۔ ان معنون سے یا اون بے مصرف اخراجات سے جو ہمارے بادشاہ مطلق العنانی سے کرتے رہے۔ یہہ کہنا کچھہ بیجا نہ ہوگا کہ ہجری کی دوسری صدی سے مسلمان بادشاہون کو بیت المال کی نگہداشت کا کچھہ پاس نہ رہا اور انہون نے اوسے اپنی ذاتی جائیداد سمجھکر بیدریغ لٹانا شروع کیا۔ اس سے انکار نہین ہوسکتا اور تاریخ کے دیکھنے والے ایسی مثالین بھی دکھا سکتے ہین جہان بعضر خدا ترس اور دیندار سلاطین نے بیت المال مین مطلق دست اندازی نہ کی اور اسکو اپنی نفس پرستی اور ہوا و ہوس کا آلہ نہ سمجھا۔ مگر ایسی مثالین النادر کالمعدوم کا حکم رکھتی ہین اور حکم ہمیشہ کثرت پر ہوتا ہے۔ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ عمرؓ خالد بن ولید جیسے سچے مسلمان اور جگر دار سپہ سالار کو جسکو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ کا معزز خطاب دیا تھا محض اس قصور پر عہدہ سے معزول کرے کہ اُس نے ایک قصیدہ کے صلہ مین ایک ہزار درہم کیون دیا اور ایک وہ وقت آگیا تھا کہ خلفا عباسیہ اور سلاطین مغلیہ کے خانہ زاد (جعفر برمکی اور خانجانان وغیرہ) لاکھون روپیہ ایک ایک مصرعہ کے صلہ مین بخشدین اور کسی کو حوصلہ نہو کہ اعتراض کا کلمہ زبان سے نکالے۔ اوس دیانت حفظ مراتب اور خوش معاملگی کا یہ ثمرہ ملا کہ بیس برس کی قلیل مدت مین چار دانگ عالم مین اسلام اور اسلامیون کا تسلط ہوا۔ ربع مسکون مین کوئی ایسا مشہور قلعہ یا شہر پناہ نہ ہوگی جس کے کنگرون پر اسلام کا سفید پرچم نہ لہرایا ہو۔ اور روئے زمین کا کوئی ایسا شہر یا قریہ نہ ہوگا جہان کے باشندون کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ طیبہ گوش آشنا نہ ہوا ہو۔ برخلاف اوسکے اس خیانت۔ بیسراہ روی اور اسراف کا یہ نتیجہ ہوا کہ نہ سلطنت ہی رہی نہ دولت۔ یا یون کہین کہ وہ بیت المال ہی اونکے قبضہ سے نکل گیا جسے شیر مادر سمجھکر اونہون نے بلا کسی تمیز یا تفریق کے صرف کرنا شروع کیا تھا۔ اس سادگی کو دیکھئے کہ باوجودیکہ منتقم حقیقی نے ہماری اس بے تمیزی سے ناراض ہوکر اور ناقابل امانت سمجھکر یہ ودیعت ہم سے چھین لی اور ونکی تحویل مین کردی۔ مگر ہم ہین کہ جو خیال پشتون سے دلون مین بیٹھگیا ہے اوسے کسی طرح ہٹا نہین سکتے اور اب تک یہی سمجھے ہوئے ہین کہ بادشاہ وقت خزانہ سلطنت کا مطلق العنان مالک ہے۔ اور اُسے سفید و سیاہ پر کلی اختیار حاصل ہے۔ جہان چاہے صرف کرے اور جس طرح چاہے اوٹھادی چنانچہ بعض دوستون نے شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم خلد اللہ ملکہ کے روزینہ کی نسبت جسکا تذکرہ آجکل اخبارون مین ہو رہا ہے ہم سے بڑے تعجب سے ذکر کیا اور حیرت سی ظاہر کی کہ سلطان عہد کو کیا ضرورت ہے کہ پارلیمنٹ کا اس امر مین محتاج ہو۔ حالانکہ وہ یہ نہین جانتے کہ کنسٹیٹیوشنل مانرکی کا یہہ جزو اعظم ہے۔ کہ بادشاہ وقت ایک مقررہ وظیفہ سے زاید ایک پیسہ تک خرچ کرنیکا مجاز نہ ہو۔ اور اگر غور سے دیکھو تو یہی اونکی کامیابی کا طلسم اور ترقی اور قیام کا اصل اصول ہے۔ میسیون بیجا حرکتون کا انسداد اور سینکڑون بیسراہ رویون کا مدافعہ فقط اسی ایک اصول کی پابندی سے یقینی ہے۔ ایک معمولی راجہ یا نواب اگر ملک یا علاقہ کی ساری آمدنی اپنے لہو و لعب مین لٹادے۔ اور غریب کسانون کے گاڑھے پسینے کی کمائی اپنی نفسانی خواہشون مین برباد کردے تو کسی کو مجال نہین کہ حرف گیری تو درکنار اُف تک کرسکے۔ برخلاف اسکے انگلستان کا بادشاہ اور ہندوستان کا شہنشاہ جسکی قلمرو مین آفتاب کسی وقت غروب نہین ہوتا اپنے اور اپنے متعلقین کے صرف جایز کے لئے یک معمولی پارلیمنٹ کے (جسکے سارے اراکین اوسکی جان نثار رعایا مین سے ہین) آگے حجت اور دلایل پیش کرے۔ سچ ہے جس قوم کا سنوارنا اور ترقی دینا خدا کو منظور ہوتا ہے اوسکے افراد مین ایسی ہی اوصاف خود بخود پیدا ہوجاتے ہین جس سے جہان کی وراثت وہ استحقاقاً حاصل کرین۔ قانون انگلستان کے رو سے بادشاہ کے لئے ضروری ہے کہ کل اراضیات اور محالات وغیرہ کو جنہین قانونی عبارت مین کرون لینڈس (محالات متعلقہ سرکار خالصہ شریفہ) کہتے ہین پارلیمنٹ کی تفویض کردے اور اوسکے عوض اور نیز اپنے منصب شہنشاہی کے عوض مین پارلیمنٹ سے ایسا وظیفہ مقرر کرائے جو اوسکے منصب بلند کے شایان ہو۔ چنانچہ ملکہ معظمہ آنجہانی نے اپنے جلوس کے پہلے سال مین ایسا ہی کیا تھا اور پارلیمنٹ نے اونکے صرف کے لئے تین لاکھہ پچاسی ہزار پونڈ تجویز کیا تھا اس رقم مین ساٹھہ ہزار پونڈ صرف خاص یا جیب خاص کے لئے تجویز ہوئی تھی اور باقی نوکرون اور متعلقین وغیرہ کی تنخواہین۔ باورچیخانہ وغیرہ۔ جس وقت ملکہ معظمہ نے یہ محالات قوم کو عطا فرمائے تھے یعنی ۱۸۳۷ء مین اُس وقت اونکی مجموعی آمدنی دو لاکھہ دس ہزار پونڈ تھی اور اب ۱۸۹۹ء مین اونکی آمدنی کی رقم چار لاکھہ تک پہونچی ہے یا یون کہین کہ قریب دوچند کے ہوگئی ہے۔

علاوہ تین لاکھہ پچاسی ہزار پونڈ کے ملکہ معظمہ کو ڈچی اوف کارنوال اور ڈچی اوف لینکسٹر کا محاصل جلوس کے پہلے چار سال تک یعنی ۱۸۳۷ء سے ۱۸۴۱ء تک ملتا تھا اور اوسکا اندازہ تخمیناً ساٹھہ ہزار پاونڈ سالانہ تھا۔ ۱۸۴۱ء مین ڈچی اوف کارنوال کا محاصل پرنس اوف ویلز کے لئے مخصوص ہوا۔ اور اُسی دن سے ۱۸۶۱ء تک فقط ڈچی اوف لینکسٹر کے محاصل جسکا اندازہ تخمیناً سولہ ہزار پونڈ سالانہ تھا ملکہ آنجہانی کے واسطے رہا۔ مگر اندنون مین ایک اور رقم ملکہ معظمہ کی تحویل مین تھی وہ پرنس کونسرٹ (شوہر ملکہ معظمہ) کا وظیفہ تھا جسکی تعداد تیس ہزار پونڈ سالانہ تھی۔ جب ۱۸۶۱ء مین پرنس موصوف کا انتقال ہوا تو وہ وظیفہ بند ہوگیا۔ مگر بعد مین ڈچی اوف لینکسٹر کی آمد مین بہت بڑی ترقی ہوئی۔ اب ڈچی اوف کارنوال بدستور قدیم ولیعہد سلطنت یعنی ڈیوک اوف یارک کے لئے مخصوص رہیگی۔

یہ امر ظاہر ہے کہ ملکہ معظمہ حالانکہ بہت کچھہ کفایت سے کام لیتی تھین۔ مگر پھر بھی ساٹھہ ہزار پونڈ اور ڈچی اوف لینکسٹر کی کل آمدنی اونکے سالانہ اصراف کے لئے مشکل کافی تھی جیسا کہ اُس کمیٹی کی رپورٹ سے ظاہر ہے جو ۱۸۸۹ء مین بصدارت ڈبلیو ایچ سمتھہ کچھہ عرصہ تک شاہی اخراجات اور آمدنی کی تحقیقات کرتی رہی اس کمیٹی نے دوران تفتیش مین یہ بھی اطمینان کرلیا تھا کہ یہ خیال محض بے بنیاد ہے کہ ملکہ معظمہ نے متفرق مدون سے بچت کرکے بہت کچھہ روپیہ جمع کرلیا ہے کیونکہ علیا حضرت نے ڈبلیو ایچ سمتھہ کو اجازت دیدی تھی کہ وہ کانفیڈنشل طور پر دیکھہ لین کہ شاہدوس۔ شاہ فرانس اور کجکلاہ ایران اور دیگر سلاطین یورپ کی مہمانداری اور استقبال اور دیگر ضروری اخراجات مین آٹھہ لاکھہ چوبیس ہزار پونڈ ملکہ معظمہ نے اپنی رقم پس انداز سے صرف کیا تھا اور اس حساب سے اونکے پاس اس بچت کی رقم مین سے ایک جبہ بھی نہ رہا۔

اِن حالات سے جو کسی قدر تفصیل کے ساتھہ ہم نے اوپر بیان کئے ہین ظاہر ہے کہ جو وظیفہ موجودہ شہنشاہ کے لئے پارلیمنٹ سے مقرر ہوگا وہ یقیناً ملکہ آنجہانی سے بہرکیف زیادہ ہوگا۔ اور اوسکے وجوہ یہ ہین:- اوّل جب ملکہ آنجہانی تخت نشین ہوئی تھین تو اونکی عمر فقط اٹھارہ برس کی تھی اور شادی بھی نہ ہوئی تھی اور موجودہ قیصر عمر مین ساٹھہ کے قریب ہین اور نہ صرف عیال ہین بلکہ بڑے کنبے والے ہین انکی ساری لڑکیان اور لڑکے شادی شدہ اور بجائے خود ہر ایک صاحب عیال ہے۔

دوم اِس وقت خدا کے فضل سے انگلستان کی وہ حالت نہین جو ملکہ آنجہانی کے جلوس کے وقت تھی آج ترقی کا آفتاب نصف النہار پر ہے اور خاص انگلستان اور دیگر ممالک محروسہ کی آبادی اور محاصل اور وسایل آمدنی مین وہ حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے جو ۱۸۳۷ء مین کسی کے وہم و گمان مین بھی نہ آسکتی تھی۔

سوم جو سرکاری محالات ملکہ آنجہانی نے پارلیمنٹ کے حوالہ کئے تھے اور جنکے عوض ملکہ محترمہ کو تین لاکھہ پچاسی ہزار پونڈ مقرر ہوا تھا اونکی آمدنی اُس وقت فقط دو لاکھہ دس ہزار پونڈ تھی اب اس وقت چار لاکھہ پونڈ تک پہونچی ہوئی ہے۔

چہارم موجودہ شہنشاہ جرمن اور آسٹریا کو علاوہ مقررہ وظیفہ کے اپنی ذاتی جائیداد اور محالات کی آمدنی

(سلطان)

بھی ملتی ہے اور یہ کبھی نہ ہوا کہ اونہون نے ہماری شہنشاہ کیطرح ان محالات کو قوم کے حوالہ کر دیا ہو۔ حالانکہ یہ دونون انگریزون سے دولتمندی مین کوئی مناسبت نہین رکھتے۔ اور نہ انکے پاس ایسی سیر حاصل اور آباد ممالک ہی ہین۔ پنجم طرز معاشرت مین بہت بڑا فرق آگیا ہے۔

فقط شہنشاہ کا وظیفہ ہی زیر بحث نہین بلکہ اونکی ملکہ بھی قانون کے رو سے علیحدہ وظیفہ کی حقدار ہین۔ جارج دوم کی ملکہ کیرولین کا وظیفہ ۱۷۲۷ء مین پچاس ہزار پونڈ سالانہ مقرر ہوا تھا اور یہی رقم کوئین ایڈیلیڈ کی معین ہوئی تھی جو شاہ ولیم کی ملکہ تھین۔ اونہین دلایل سے جنکا اشارہ اوپر کیا گیا ہے یقیناً ملکہ کے وظیفہ مین ضرور ہی اضافہ ہوگا۔ کیونکہ جس وقت پچاس ہزار پونڈ ایک تاجدار ملکہ کیلئے تجویز ہوا تھا یہ کسی کو خیال نہ تھا کہ ملک آمدنی اور تمول مین اتنا ترقی کریگا اور یہ بھی کسی کو خبر نہ تھی کہ اسباب معیشت اتنے گران ہو جائین گے اور تکلفات اتنے بڑھ جائین گے کہ یہ رقم اونکے مقابلہ مین کچھ بھی مناسبت نہ رکھیگی بہرکیف انگلستان کے لوگ اور خاصکر ممبران پارلیمنٹ ہم سے بہتر ان ضروریات اور دلایل سے آگاہ ہین جنکا ذکر ہم نے اس مضمون مین کیا ہے، وہ اپنے ملک اور اپنے شہنشاہ کی ضروریات اور حوائج سے کما حقہ واقفیت رکھتے ہین ہمین جو مقصود اس مضمون کے لکھنے سے تھا وہ زیادہ تر یہ تھا کہ ہماری بھائی اپنی آنکھون سے اس باقاعدہ سلطنت کے مبارک اصولون کو دیکھین کہ بادشاہ وقت بھی ایک مقررہ رقم سے جو خاص اسکی رعایا نے اسکے صرف کیلئے تجویز کی ہو ایک روپیہ بھی زیادہ اٹھا نہین سکتا۔ اور اسکے ساتھ یہ جتانا بھی پیش نظر تھا کہ یہ بات کچھ انگلستان یا یورپین مہذبون کی جدت نہین بلکہ جب مسلمان بھی قوم کے لقب سے مخاطب کئے جانیکے مستحق تھے تو اُن مین بھی یہ بات بجنسہ موجود تھی بلکہ جیسا ہم نے اوپر کی مثالون سے ثابت کیا ہے وہ زیادہ تر احتیاط برتتے تھے جو آجکل کے سلاطین نہ تو برت ہی سکتے ہین اور نہ برتنا چاہتے ہین اور نہ حالات ہی ایسے ہین کہ اتنی موشگافی کیجائے۔ +

انگریزی مین ایک مثل مشہور ہے کہ کامیابی سے بڑھکر کامیابی کی کوئی دلیل نہین۔ اس ضرب المثل کا حاصل یہ ہے کہ انسان اگر کسی معاملہ مین کامیاب ہو جائے تو جو وسایل وہ اس کام کی انجام دہی کے لئے عمل مین لایا ہو خواہ ناقص اور مخدول ہی ہون تاہم چونکہ نتیجہ حسب مراد نکلا اس سبب سے اُن وسایل کو غیر مکتفی اور اُن سامانون کو ناقص ہونیکا لحاظ نہین کیا جاتا۔ اگر یہ خیال صحیح ہے اور حق یون ہے کہ بار بار کے تجربہ اور مشاہدہ نے ثابت بھی کر دیا ہے کہ صحیح ہے تو اسکا عکس بھی ویسا ہی صحیح ماننا پڑتا ہے یعنی اگر کسی امر مین نتیجہ دلخواہ نہ ہو تو اُن وسایل پر بھی جنکو ذریعہ ہو اُسکا انجام پانا عمل مین لایا گیا تھا خواہ مخواہ نام دھرا جاتا ہے۔ ہو نہ ہو کوئی نہ کوئی اعتراض اُنکی نسبت کیا ہی جاتا ہے کہین اُنکی نامعقولیت پر بحث ہوتی ہے اور کہین عاملون کی طرز عمل پر حرف گیری کیجاتی ہے۔ یہی باعث ہے کہ آجکل انگلستان بلکہ مجلس الاعیان (ہوس آف لارڈز) مین دو بڑی جلیل القدر عہدہ دارون مین بیڈ ہب چل رہی ہے۔ اگرچہ خدانخواستہ لام و کاف کی نوبت نہین آئی اور آتی بھی کیونکر دونون پرلے سری کے تعلیمیافتہ اور اعلیٰ درجہ کے منصب دار ہین مگر تو تو مین مین تک نوبت پہنچ چکی ہے۔ انمین سے ایک تو مارکوئس آف لینسڈون ہین جو ابھی تھوڑے دن ہوئے صیغہ جنگ کی وزارت سے مستعفی ہو کر وزیر بے دل خارجیہ مقرر ہوئے ہین اور دوسرے لارڈ ولزلی ہین جنہون نے بہت سے زیادہ عرصہ نہ گذرا کہ انگلستان کی سپہ سالار تھی۔ وجہ فساد اس سخت جنگ ٹرانسوال کی نظامیاں اور بدانتظامیان ہین جنکے سبب سے انگلستان کا کروڑون روپیہ صرف ہوا اور ہزارون جانین ضایع ہوئین اور ابتک باوجود اسقدر نقصان کے قطعی فیصلہ بھی نہ ہوا۔ لارڈ ولزلی کہتے ہین کہ ایک سولیین جس نے عمر بھر مین کبھی ایکدفعہ بھی ملولا اٹھائی نہ ہو اور میدان جنگ کی صورت نہ دیکھی ہو فوجی انتظام قابلیت سے انجام نہین دیسکتا۔ اور یہی سبب ہے کہ مارکوئس آف لینسڈون وزیر صیغہ جنگ اُن فرائض منصبی سے قاصر رہے جو ایک تجربہ کار وزیر کیلئے ضروری تھی۔ اور اگر بجائے اونکے کوئی ایسا افسر ہوتا جسے لڑائی کا ذاتی تجربہ ہوتا تو ہرگز یہ حالت نہ ہوتی جو ہماری فوجون کی ٹرانسوال مین ہوئی ہے۔ مارکوئس آف لینسڈون خود تو کام نکر سکتے تھے اور مجبور کرنیکا اختیار نہ تھا اسکے مقابلہ مین مارکوئس آف لینسڈون کا یہ جواب ہے کہ سابق سپہ سالار زیادہ تر ان ناکامیابیون کا ذمہ دار ہے کیونکہ اُنھون نے کافی طور پر پیشبینی اور نگرانی نہ کی جو اُنکے حیطہ اختیار مین تھی اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ لارڈ ولزلی نے وہ عزم اور احتیاط نہ برتا جو اونکو منصب کے شایان تھا۔ مثلاً جنرل سٹیورٹ کا ایک مراسلہ سے ظاہر ہے کہ جو نقشے ٹرانسوال کے افسرون مین تقسیم ہوئے تھے وہ بالکل ناقابل اعتماد تھے۔ بلکہ بعض کی نسبت جنرل موصوف نے صاف لفظون مین لکھدیا کہ اُنپر عمل کرنا خالی از خطرہ نہ تھا۔ یا لیڈی سمتھ کی بارہ مین لارڈ رابرٹس نے لکھا ہے کہ یہ مقام حالانکہ سرحد شمالی مین فوجی مقابلہ اور مدافعہ کیلئے انتخاب کیا گیا تھا مگر اسوقت یہ بات بالکل نظر انداز کیگئی کہ اسکی حفاظت اور نگہداشت کا کافی انتظام کیا جاوے اور اوسکی مورچہ بندی اور استحکام فوجی آئین کے مطابق عملمین آوے۔ ان اعتراضونکا جواب شاید لارڈ ولزلی یہ دین کہ اون کی ماتحت افسرونکا بھی کچھ قصور ہے مگر یہ ظاہر ہے کہ افسر اعلیٰ ایسی جوابدہی سے اپنی بریت ثابت نہین کرسکتا اور ہر کیف ایسی فروگذاشتونکا وبال ضرور اوسپر بھی پڑتا ہے۔ مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وزیر صیغہ جنگ بالکل بری الذمہ ہین۔ اونکی غفلت ایسی نہین کہ سرسری نظر سے دیکھی جائے اور اوسپر غور نہ ہو۔ مثلاً بحوالت لارڈ روزبری نے فروری ۱۹۰۰ء مین بروقت تنبیہ کر دی کہ فقط پچاس ہزار فوج فتح ٹرانسوال کیلئے کافی نہین اور ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ خاص انگلستان کی فوج بھی واجبی حالت پر نہین تو لارڈ لینسڈون نے حالانکہ معاملہ کی سنگینی اور واقعات کی اہمیت سے بخوبی باخبر بلکہ متیقن ہو چکے تھے بات کو یون ٹالدیا کہ گورنمنٹ مناسب احتیاط عمل مین لا رہی ہے۔ اور جو کچھ اوسکی خیال مین ضروری اور مناسب معلوم ہو رہا ہے دلگرمی سے کر رہی ہے۔ اونکو مسایل کا یہ عالم تھا کہ حالانکہ اسی ہزار یومینری والیٹر ٹرانسوال مین لڑ رہی تھی مگر اونکی جنگ کچھ بھی انتظام نہ تھا اور آخر مین اگر کیا بھی تو ایک عرصہ کے بعد چند رجمنٹین پرانے سپاہیون کی از سر نو بھرتی کین۔ جنمین اتنا خرچ ہوا کہ جسکا کچھ ٹھکانا نہین۔

قصہ مختصر دونون افسرونکی کارروائیان بجائے خود قابل گرفت ہین اور جسوقت موجودہ حرارت اور جنبہ داری سرد ہوگی تو تاریخ دونون کو قابل اعتراض قرار دیگی۔ مگر اسوقت ایسی دو شریف النسب اور جلیل القدر عہدہ داروں کا ایکدوسرے سے دست و گریبان ہونا سخت افسوسناک ہے۔ اپنی قوم تو خیر ممالک غیر کے مدبرین جنکی آنکھین ہمیشہ عیب ہی پر پڑتی ہین کس خاطر جمعی اور اطمینان قلب سے اس تکرار کو دیکھین گے۔ اور اوسپر کیا کیا حاشیہ چڑھاینگے۔ اور اگر دوران بحث مین کسی فریق نے بعض کمزوریون یا دیگر امور کا ذکر اپنے ڈیفنس مین پیش کیا جو اوسکے منصب کے شایان نہ تھا تو سلطنت کو کہانتک خلاف ہوگا۔ اول تو مناسب یہ تھا کہ اون ہی دنون مین جب دونون برسر کار تھے اور اس ذمہ داری مین ایکدوسرے کے سہیم اور شریک تھے۔ اس انداز سے اپنی روش رکھتے کہ فریقین مین کوئی امر مابہ النزاع نہ رہتا لیکن اگر اتفاق سے ایک نے دوسرے کی رائے کا لحاظ نہ کیا تو اب کیا ضرور تھا کہ اس آپسکی تکرار سے خواہ مخواہ جگ ہنسائی کرائی جائے۔ حق یون ہے کہ دونون صاحب ہم سے بدرجہا بہتر اس مسئلہ کو جانتے ہین اور یقیناً اونکا عمل بھی مدت العمر اسپر رہے اور آیندہ بھی رہیگا مگر بات یہ ہے جیسا کہ ہم نے اس نوٹ کی ابتدا مین لکھا ہے کہ کامیابی سے بہتر کامیابی کی اور کوئی دلیل نہین اگر بجائے اس تکلیف اور دقت کے جو ہمین اس منحوس لڑائی مین ہوئی ہے بہت جلد فتح ہو جاتی اور معاملہ اتنا طول نہ پکڑتا تو یقیناً یہی لارڈ لینسڈون لارڈ ولزلی کو ڈیوک اوف ویلنگٹن اور پٹ لین تو نہ سہی مگر ہم پلہ بیان کرتی۔ اور اونکی فتح پیہ گری کی توصیف مین دفتر کے دفتر لکھ مارتی۔ اور یہی لارڈ ولزلی اسی لارڈ لینسڈون کی قاعدہ دانی قوت انتظامی اور بیدار مغزی کی تعریف مین وہ خوش بیانیان کرتی کہ سامعین کو حیرت ہوتی۔

ہمارے پاس ایک طویل مراسلہ اس مضمون کی آئی ہے کہ مدرسہ دیوبند کا انتظام بعض اصحاب کی غرض کی وجہ سے جو بدرجہ سفید و سیاہ مین دخیل ہو گئی ہے ابتر حالت مین ہے اور حاجی محمد عابد صاحب اور مولینا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی جو ابتدا سے اسکے حامی اور سرپرست تھے اسکی سرپرستی سے انہین حالات کو دیکھکر یا دیگر اسباب سے دست کش ہو گئے ہین ہمین اس امر کا باور کرنے مین بہت تامل ہوتا مگر ہمارے کارسپانڈنٹ اعلیٰ درجہ کے امین اور صادق القول ہین اور سچ مچ ہمین افسوس کے ساتھ لکھنا پڑا کہ مدرسہ دیوبند بھی بعض دیگر اسلامی انسٹیٹیوشنونکیطرح نفسانیت کی مرض مین گرفتار ہو گیا ہے ہم خدا سے چاہتے ہین کہ ہمارے معزز کارسپانڈنٹ کو خلاف واقعہ خبر ملی ہو۔ ہمارے کالم ہر وقت اسکی مدلل تکذیب کیلئے تیار ہین بشرطیکہ معقول اور واقعات کے مطابق ہو۔ بالفعل ہم اسیقدر پر کفایت کرتے ہین اگر ایک معقول عرصہ تک ہمارا اطمینان نہ ہوا تو ہم اسبارہ مین مفصل لکھینگے۔ کیونکہ ہمارا فرض منصبی یہ اجازت ہرگز نہین دیتا کہ ہم مسلمانی انسٹیٹیوشنونکو کسی ایسے شخص کے اہتمام مین دیکھین جسکی فقط اپنی ہی ہیبو و نظر ہو اور قومی سود اور فلاح کا خیال نہ ہو۔ اگر کسیکو اپنی ذاتی ترقی مقصود ہو (اور ایسا کرنیکا ہر ایک کو اختیار ہے) تو وہ علی الاعلان اس امر کا اظہار کرے اوس صورت مین ہمیں یا کسی اور کو اوس سے مطلق معارضہ نہین مگر قومی فلاح کا مدعی بنکر اس ٹٹی کے اوجھل شکار کھیلنا سخت نامناسب ہے۔ ہم چاہتے ہین

ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ اخبار کے ہفتہ مین دوبار شایع کرنے کی تجویز کے خلاف لکھنے والون کے لئے ہم نے ۱۵ مارچ آخری تاریخ مقرر کی تہی۔ آج حالانکہ مارچ کی ۱۰ تاریخ ہوگئی ہے۔ مگر سوائے دو خطون کے کوئی انکاری نہین آیا۔ اور منظوری کے (باوجودیکہ ہماری اشتہار کے رو سے ضروری نہ تہے) سینکڑون نوازشنامے دفتر مین موصول ہوچکے ہین۔ اِن دو انکاری عنایت نامون مین سے بہی فقط ایک ہی ایسا خط ہے جسے واقعی انکار کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ دوسرے صاحب نے تو فقط اتنا لکہا ہے کہ مجہہ مین زاید روپیہ دینے کی استطاعت نہین گو دوبار کی اشاعت کو پسند کرتا ہون۔ مگر دوسرے صاحب نے دوبار کی اشاعت کو اس وجہ پر نامنظور فرمایا ہے کہ جس دن سے ہم رامپور کانفرنس سے واپس آئے ہین اُس دن سے یہہ اخبار نیچری ہوگیا ہے۔ ہم صاحب مراسلت کے اس حسن اعتقاد کی نسبت ایک لفظ بہی کہنا نہین چاہتے نہین اختیار ہے کہ نیچریون سے مخالفت کہین یا موافقت ہمین اس سے کچہہ بہی سروکار نہین البتہ اگر اعتراض ہے تو صرف اسبات پر کہ اب وہ زمانہ نہین رہا کہ (ہم) شخص اگر کسی فریق سے چہو بہی گیا تو اُسپر کفر کا فتوے عاید کیا جائے۔ ہم حضرت کی اس صاف بیانی کے قائل ہیز مگر جہان یہ صداقت اور راستبازی کا جوش تہا کاش کچہہ بہی تحقیق کا مادہ ہوتا تو نور علے نور ہوتے۔ ہمین اِس امر کے کہنے مین ذرا بہی تامل نہین کہ قطع نظر مذہبی معتقدات کے ہم سرسید احمد خان مغفور کو مسلمانون کا سچا خیر خواہ اور اہل اسلام کا حقیقی لیڈر سمجہتے رہے۔ معاملات دنیا مین وہ اس قوم کی فلاح اور بہبود کے لئے آیت الٰہی تہے۔ جس دلسوزی سے انہون نے امت مرحوم کی اصلاح بلکہ احیا مین دیدہ ریزی کی وہ واقعی اوسی مرحوم کا حصہ تہی اور یہ ضرور ہے کہ اوسکا اجر اونہین عاقبت مین ملا ہو۔ اگر سرسید مرحوم کے دنیوی معاملات کی تقلید کے جرم مین ہمین کوئی صاحب نیچری قرار دین تو ہم اس الزام سے مطلق بریت نہین چاہتے۔ ہماری مستقل رائے ہے کہ قومی ہمدردی کی جس قدر تحریکین اِس وقت ملک مین مختلف پیرایون مین ہورہی ہین یا ہون کہین کہ لفظ قومی ہمدردی سید صاحب کا ایجاد کردہ ہے۔ یہہ اُسی شخص کا حوصلہ تہا کہ غدر جیسے قیامت خیز زمانے مین جب باپ بیٹے اور بہائی بہائی سے الگ ہوکر چلتا تہا قوم کے لئے سینہ سپر ہوکر کہڑا ہوا۔ اور ایک آن واحد کے لئے کسی ذاتی منفعت کا خیال دل مین نہ لایا۔ یہ اوسی کی حب قومی تہی کہ مسلمانون کو جو انتزاع سلطنت کے بعد جہالت اور کس مپرسی کی حالت مین پڑے ہوئے تہے پہر اوبہار کرکم سے کم اس قابل کیا کہ اُنہین اپنی پستی کی اطلاع ہوگئی اور اپنے علاج کی فکر دامنگیر ہوئی۔ یہ حمیت تہی کہ وقت کے لفٹنٹ گورنر کے رعب اور سطوت کو نظرانداز کرکے خطبات احمدیہ جیسی دندان شکن کتاب لکہی۔ ورنہ ہمین بخوبی تجربہ ہے کہ بہت سے لوگ جو تقدس اور اتقا کا ظاہر مین بہت کچہہ دم بہرتے ہین۔ وقت پر ایسا دب جاتے ہین کہ اُن سے حمایت کی امید رکہنا محض لاحاصل اور بالکل بے سود ہے۔ البتہ سرسید مرحوم کے بعض مسایل مذہبی مین ہمین اون سے کبہی اتفاق نہ تہا اور نہ اب ہے۔ لیکن اگر دنیوی اُمور کی پیروی کے لئے لوگ ہمین اون کے معتقدین مین سے سمجہین تو ہم بہی اونہین یہ دہوکا دینا نہین چاہتے بلکہ صاف لفظون مین کہے دیتے ہین کہ سرسید نے جس قدر کوششین مسلمانون کی دنیوی بہبود مین کی ہین وہ واقعی قابل تعریف ہین اور ہم اونکے مداح ہین۔ +

جس طرح کسی قوم کو قوم بننے کے لئے اوسکے افراد مین حب قومی کا ہونا ضروریات سے ہے اوسی طرح اوس حب قومی کے ساتہہ تمول کا ہونا بہی لازم و ملزوم ہے۔ نری حب قومی محض بے سود ہے۔ جبتک اوسکے ساتہہ سامان ترقی آسانی سے بہم نہ ہوسکین اور ان وسائل کا اس زمانہ مین بدون روپیہ کے فراہم ہونا محالات سے ہے۔ اسی طرح ہزار روپیہ کسی کام کا نہین جبتک کہ دوسرا جزو اوسکے ساتہہ ممزوج نہ ہو۔ غرضیکہ نظر بحالات موجودہ کسی قوم کو ترقی یافتہ اقوام سے ہمدوش ہونیکے لئے ان ہر دو اوصاف کا ہونا ضروریات سے ہے۔ ہمین مدت سے خیال تہا کہ نواح بمبئی کے مسلمان فکر معیشت سے فارغ البال ہین اور خدا کی دی ہوئی دولت اونکے پاس بکثرت موجود ہے مگر زمانہ حال کی ترقی اور شایستگی اور علوم و فنون مروجہ سے کافی طور پر بہرہ ور نہین۔ اونکی عالی ہمتی، والا منشی فیاض طبعی، اور دریادلی سے انکار نہین ہوسکتا مگر اونکے ان خصائل حمیدہ کا رجحان زیادہ تر اُس پرانی وضع کی فیاضی کیطرف ہے جسکی ان دنون چنداں ضرورت نہین تعجب ہے کہ ممالک مغربی و شمالی مین باوجودیکہ صدیون سے پرانی وضع کی تہذیب کا مرکز رہے ہے۔ علیگڈہ کالج قایم ہوا اور پنجاب جیسے ملک مین حمایت اسلام کے کالج کی بنیاد پڑی مگر بمبئی جیسے علاقہ مین جہان کے مسلمان نسبتاً ان دونون علاقون کے اہل اسلام سے تمول اور فارغ البالی مین بدرجہا فایق ہین۔ اور بلحاظ قدامت کے بہی سب سے پہلے انگریزی تہذیب اور تعلیم کے

محل ورود ہین آج تک نہ تو کوئی لوکل انسٹیٹیوشن قایم ہوئی جس پر قوم کا اطمینان ہو۔ وہان کے دیندار مسلمانون نے کسی اور انسٹیٹیوشن کو ایسی مالی امداد دی جو اونکی حیثیت کے شایان ہو۔ اُن ہی کے ہم وطن پارسیون کو دیکہو کہ اس تہذیب سے یہان تک مستفید ہوئے کہ باوجودیکہ اونکی قوم کے افراد باعتبار مردم شماری سب سے کم ہین۔ مگر ترقی۔ تہذیب۔ اور شایستگی مین ہندوستان کی سب قومون پر تصب السبق لیگئے ہین ہم صرف مسلمانان بمبئی کو اس تساہل کے لئے الزام نہین دیتے بلکہ اِس مین زیادہ تر قصور اون بہی خوامان قوم کا ہے جنہون نے باوجود ادعائے خیر طلبی اتنی تکلیف گوارا نہ کی کہ وہان تک سفر کرتے اور اپنے برادران دینی کو تحریک کرتے یا وہان کوئی ایسا مستقل ذریعہ قایم کرتے جو آئے دن وہان کے مسلمانون کو قوم کی ضروریات سے باخبر رکہتا۔ کچہہ دنون سے مغز ہمعصر بمبئی پنچ نے یہ خدمت اپنے ذمہ لی اور حتی الامکان اپنے فرایض کو قابلیت سے انجام دیا مگر اتنے بڑے علاقہ مین جہانکے اکثر باشندے پرانی وضع اور پرانے خیالات کے بزرگوار ہون ایک اخبار اور وہ بہی ظریفانہ اخبار کسی حالت مین کافی نہین ہوسکتا۔ اول تو ممکن ہے کہ بعض تقدس مآب اوسکے ظریفانہ مضامین کو (خواہ وہ نحش اور بدتہذیبی سے پاک ہی ہون) پڑہنا اپنی وضع کے خلاف سمجہتے ہون دوسرے دلی اور لکہنو کی زبان کی چاشنی سے اونکے مذاق بہی بہت کم آشنا ہین جسکی ذریعہ سے وہ اوسکے مختصر کنایات یا در پردہ تلمیحات سے استنباط مسایل یا استخراج مقاصد کرسکین۔ نظر بدین حالت ایک بلکہ دو چار ایسے اخبارون کی ضرورت ہے جو اس خدمت کو زیادہ تر وضاحت کے ساتہہ انجام دین۔ اور مولانا پنچ کے کارآمد مشن مین اونکا ہاتہہ ایک اور پیرایہ مین بٹائین۔ ہم دیکہتے ہین کہ امیر الاخبار نے ایک حد تک اس قومی خدمت کا بار اپنے ذمہ لیا ہے۔ اگرچہ اخبار اور مطبع کے پروپرائیٹر اور ایڈیٹر کی خدمت مین ہمین اب تک ایسا حاصل نہین۔ مگر تحریر کی خوبی مضامین کی ندرت قوت انشاپردازی۔ چہاپے کی نفاست سے ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ مالک اور ایڈیٹر کی غایت نظر فقط کسب زر ہی نہین بلکہ اوسکا منتہا و مقصود انتباہ قوم ہے۔ جو اخبار نویسی کا حقیقی مشن ہے۔ ہم دعا کرتے ہین حق تعالے اوسے اپنے ارادہ مین کامیاب کرے اور بمبئی کے نیکدل دیندار مسلمانون کو قوم کی درماندگی کیطرف متوجہ کرے

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔ +

صوفی اخبار پرشاد صاحب

جامع العلوم کے مالک اور ایڈیٹر مدار المہام ریاست رامپور اور کسی دوسرے شخص کی توہین کرنے کی علت مین تین سال قید محض کے اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کے سزایاب ہوئے۔ ہم صوفی صاحب سے اونکی اس مصیبت مین دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہین۔ ہمارے پاس نہ صاحب مجسٹریٹ کا فیصلہ ہے اور نہ ہم نے مقدمہ کی کارروائی کو غایر نظر سے دیکہا ہے اسلئے ہم فیصلہ کی معقولیت کی نسبت کچہہ بہی رائے نہین دیسکتے اور نیز اسلئے بہی رائے دینے کے مجاز نہین کہ مقدمہ عدالت اپیل مین چلا گیا ہے اور صوفی صاحب بالفعل ضمانت پر رہا ہین۔ اِن وجوہات سے جبتک اپیل منظور نہ ہو اور عدالت ماتحت کا فیصلہ قطعی طور پر مسترد نہ ہو اوسکے خلاف کسی قسم کی رائے نہین دیجاسکتی۔ البتہ ہماری تمنا ہے کہ صوفی صاحب کو عدالت اپیل مین کامیابی ہو کیونکہ جو لوگ صوفی صاحب کے قوائے جسمانی سے واقف ہین وہ بخوبی جانتے ہین کہ اون مین اتنی تکلیف مالایطاق اوٹہانے کی طاقت نہین۔ ابہی اگلی قید کی جانکاہ تکلیف سے دم لینے کی نوبت نہ آئی تہی کہ یہ اور غضب کا سامنا ہوا۔ +

"مخزن" نام ایک ماہوار رسالہ باہتمام شیخ عبد القادر صاحب بی۔ اے ایڈیٹر پنجاب آبزرور لاہور ماہ اپریل سے جاری ہونیوالا ہے۔ شیخ صاحب موصوف کی قابلیت اور حب قومی مسلمہ ہے۔ لہذا مخزن یقیناً ایک بے نظیر اسلامی میگزین ہوگا۔ امید ہے کہ قوم اس رسالہ کی کماحقہا قدر کرے گی۔ +

پیسہ اخبار لاہور کے کارخانہ مین ڈاک کا کام بکثرت ہونیکی وجہ سے ایک علیحدہ ڈاکخانہ "پیسہ اخبار پوسٹ آفس" کے نام سے دفتر اخبار مذکور مین کہولدیا گیا ہے۔ ہمین اپنے معزز ہمعصر کی اس خاص کامیابی و ترقی پر دلی خوشی ہے۔ ہندوستان مین کسی دیسی اخبار کو آجتک یہ بات حاصل نہین ہوئی۔ ڈاکخانہ پیسہ اخبار

روحانی زندگی

جب کسی قوم کی حالت پست ہو جائے اور اُسکے بہی خواہ اُسے سنبھالنا چاہیں تو سب سے پہلے اوسکی روحانی حالت کا جائزہ لینا چاہیے اور یہ دیکھنا چاہیے کہ کچھ روحانی

انتشار تو ایسا واقع نہیں ہوگیا جو قوم کی عملی زندگی کا بندھن بندھنے نہیں دیتا۔ دنیا اور زندگی آخر کسی ضابطہ اور قانون کے تحت میں ہیں۔ ضرور ہے کہ تنزل اور ترقی کے اسباب بھی باقاعدہ ہونگے۔ اور اُنکا دریافت کرلینا غیر ممکن نہو گا۔ اسباب یا خارجی ہونگے یا داخلی ہمیں اسوقت صرف یہ دیکھنا ہے کہ اندرونی موانع کونسی ہیں جو مسلمانوں کو سنبھلنے نہیں دیتے اور روحانی اسباب کیا ہو سکتے ہیں جو انہیں ترقی کی سقف عالی پر پہنچا سکتے ہیں۔ مسلمانان ہند کی ترقی سے ہماری مراد یہ ہے کہ ایکطرف تو وہ جملہ برکات اسلام سے مستفید ہوں اور دوسری طرف وہ منفعتیں اور اعزاز انہیں حاصل ہوں جو گورنمنٹ رعایا کو ہر وقت عطا فرمانیکے لئے تیار ہے ساتھ ہی اسکے قوائے جسمانی۔ دل و دماغ یہ سب ایسے ہوں جو ملک کی سب باشندوں کے ساتھ اوسطاً پورے اُتریں۔

روحانی زندگی کا مفہوم یہ ہے کہ انسان سب سے مقدم اور ضروری یہ سمجھے کہ حیاتِ انسانی ایک سلسلہ وار ترقی کے دانوں کی تسبیح ہے اور منشاء زندگی صرف ترقی کرنا ہے جیسے ایک ایک دانہ کر کے ساری تسبیح پوری ہوتی ہے اسی طرح اخلاقی۔ تمدنی۔ دماغی قلبی وغیرہ وغیرہ ترقیات کے دانے پلٹنے سے زندگی کی تسبیح کامل ہوتی ہے اور اصل سرور اور کامیابی جو حیاتِ جاوید بخش سکتی ہے یہی ہے کہ کوئی ورق ترقی کا انسان سے زندگی میں بے اُلٹا ہوا نہ رہجائے۔ ساتھ ہی اسکے یہ سمجھنا چاہئے کہ ترقی کے اصلی ذرائع انسان میں ہیں کہ انسان سے باہر مرکز ترقی خود انسان میں ہے اور جسقدر اسکی توائے اندرونی کو جلا ہوتی جائیگی ترقی کی خواہش قوی ہوتی جائیگی اور لابد نتیجہ یہ ہوگا کہ سامان بیرونی بھی اسکے موافق مہیا ہو جائینگے۔ روحانی زندگی کے یہ حدود اربعہ ہیں جو عرض کیے گئے۔

روحانی زندگی کی بنا توحید باریتعالیٰ ہے اور جسقدر پاک اور منزہ طور پر توحید کسی شخص کی زندگی میں جلوہ گر ہوگی اوسیقدر عملی ترقیاں اُسے دنیا میں میسر آئینگی۔ توحید کی پہلی برکت یہ ہے کہ دل بول اُٹھتا ہے کہ زندگی کو جس بلندی پر لیجاوے وہ تصلبی معراجِ کمال کو پہنچ سکتی ہے یہ بات کسقدر ہمت بڑھانیوالی اور ترقی کی معاون ہے۔ ذات جو ہر جان کی نہ ہیں ہر مرکزِ ترقی بلکہ عینِ ترقی ہے۔ اور ترقی کی حد یعنے ڈیفینیشن فلسفیانہ طور پر یوں بیان ہو سکتی ہے کہ تواعد اسباب و صفات کی موافق ذات کو محسوس کر لینا لفظ محسوس کرنا صرف بطور اظہار مطلب کے استعمال کیا گیا ہے ورنہ اصل میں ذات ماورا حس ہے۔ موحد اصلی یعنے عارفِ ذات ہر قوی ضرورت کے موافق اپنے میں وہ جوہر جوہری پیدا کر سکتا ہے جو عالمِ اسباب و صفات میں ظہور پذیر ہو کر ترقی کے نام سے موسوم ہو۔ اس حساب سے ترقی وہ اندرونی اور روحانی مادہ ہے جو اپنے آپ میں نہ کوئی نام رکھتا ہے نہ نشان۔ مگر جب یہ قوہ متحرک ہو کر اور عالم ظہور میں حیثیت پذیر ہو کر مختلف ناموں مثل دماغی ترقی اخلاقی ترقی۔ تمدنی ترقی وغیرہ وغیرہ سے موسوم ہوتا ہے پس مقدم یہ ہے کہ اس مادہ پر دسترس ہو جائے پھر جس ترقی کیضرورت ثابت ہو جائیگی وہ حاصل ہونی ممکن ہے۔ جو حالت مسلمانوں کی ہے اور جسکی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں اُسے دیکھکر بلا تامل یہ رائے لگا دینی چاہیے کہ اونکی روحانی حالت خراب ہے اور جبتک وہ درست نہ ہوگی اونمیں کوئی ترقی نہ ہو سکیگی۔

اونکی قوائے کیوں خراب ہیں؟ اسلئے کہ وہ خدا اور اُسکے بنائے ہوئے قاعدوں کو نہیں مانتے۔ قانونِ فطرت کی پیروی نہ کرنا اور پھر خدا کا دم بھرنا ادعائے محض ہے۔ قانونِ فطرت چاہتا ہے کہ عام طور پر انسان پانچ گھنٹے سوئے۔ آپ بات کو نہ سوئے۔ ممکن نہیں کہ کسل نہ ہو۔ خواہ آپ نہایت پابندی سے پانچوں وقت کی نماز کیوں نہ پڑھیں۔ اعتدال سے جو خبیر کا پہلا سبق ہے کام نہ لینا قطعی قوائے کو خراب کر دیگا۔ خواہ کوئی شخص عمر بھر اس زعم میں رہے کہ میں جائز طرز سے زندگی بسر کرتا ہوں اور منہیات کا مرتکب نہیں ہوتا۔ سب سے پہلا قدم جو ہمیں روحانی زندگی اور اوسکی برکت سے ترقی کیطرف اُٹھانا چاہیے وہ اتباعِ قانونِ فطرت ہے۔ نظامِ عالم کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عقائد کی تھیوریٹیکل ضرورت کو تسلیم کرنیکے بعد زندگی کی مشترک ضرورت یہ ہے کہ سب انسان ایک خاص قانون اور قاعدہ کے پابند ہوں۔ جسکا نام نیچر یا فطرت اللہ ہے۔ عقائد میں ایک شخص کو موحد دوسرے کو مشرک تیسرے کو ملحد مان لیجئے۔ میں اسے روحانی طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ اصلی ترقی میں موحد سب سے آگے رہیگا۔ مگر یہ ہرگز نہیں مانا جا سکتا کہ فطرت کی کسی قاعدۂ ظاہری کو توڑا جائے تو موحد کو کم اور باقی دونوں کو زیادہ نقصان ہوگا۔ مسلمانوں کی جسکی حالت واقعی ایسی پستی کی ہے جسکا خیال بھی دل کو بٹھائے دیتا ہے پہلی ایمانی ضرورت اسبات کو تسلیم کرنا چاہیے کہ وہ قانونِ فطرت پر عمل کریں۔ اس حد سے تو وہ باہر ہی ہو گئے ہیں کہ کوئی انہیں نصیحت کرے اور وہ مان لیں۔ اونکا علاج صرف یہ ہے کہ دل کڑا کر کے یہ فتویٰ لگا دیا جائے کہ بغیر اسکے وہ مسلمان ہی نہ رہیں گے۔ اب قطعی وہ وقت آگیا ہے کہ بیشمار مسئلے مسائل چاہے بتاؤ یا نہ بتاؤ مگر توحید اور روحانی زندگی کی برکات نہایت کھلم کھلا طور پر تعلیم کیجائیں۔ اسلاف کے کارنامے سنا کر اونکو غیرت دلا چکے اور قومونکی ترقی کا ذکر بیان کر کے انہیں شرما چکے مگر وہ کسیطرح نہیں پسیجتے۔ اسکا قطعی سبب یہ ہے کہ اونکی روحانی حس اونمیں سے زائل ہو گئی ہے اور جبتک توحید اپنے مختلف شعبوں میں اُنکے قلبوں میں نہ جوش مچائے اونمیں کوئی ترقی نہ ہو سکیگی۔ صرف سپیچوں اور لکچروں سے قوم کا سنبھالنا "ایں خیال است و محال است و جنوں" اگر واقعی چاہتے ہو کہ مسلمان ترقی کریں اور بندہ اور خدا لوگوں کے سامنے سرخرو ہوں تو یہ جو خواہ مخواہ کا پھیلاؤ اور اندھا دھند متعصبانہ جکڑ بندشیں ڈال رکھی ہیں انہیں اسلام پر سے ہٹاؤ اور بہت سی نمودوں اور محض رسمیات کو جنہیں اصطلاح میں مذہب کہتے ہیں واپس لیکر سچے مذہب کا اثر پہنچاؤ جو روحانی زندگی پیدا کرے اور ترقی کے راستے کھولدے مسلمانوں نے جو کچھ کیا تھا وہ مذہب ہی کی برکت سے کیا تھا اب پھر جو کچھ کرینگے وہ مذہب ہی کی بدولت کرینگے۔ کوئی اور قوم بغیر مذہب کے کچھ کرنے ہم خاموش ہیں۔ مگر مسلمانوں کی زندگی کی تو مذہب ہی جڑ بنیاد ہے۔ شاید مذہب ہزاروں اولے سفید ہے پردے ڈالدیتا اور پھر یہ شکایت کرنی کہ مسلمان ترقی نہیں کرتے انصاف سے بعید ہے۔ صاف بات ہے کہ اسوقت اجتہاد کی اشد ضرورت ہے۔ مادہ چاروں طرف پکا ہے مگر کیوں ایک جماعت خدا کا نام لیکر کھڑی نہیں ہوتی اور روحانی پاکیزگی اور ترقی انسانی کو مقصدِ حیات مان کر اور اسے ایمانی طور پر قرآن و حدیث سے ثابت کر کے بہت سے حشو و زوائد کا بوجھ امت محمدیہ پر سے ہلکا نہیں کر دیتی؟ پھر دیکھیں مسلمان کیونکر ترقی نہیں کرتے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدانخواستہ اجتہاد سے ہماری یہ مراد ہے کہ مسلمانوں کے سچے اور اصلی عقائد میں کچھ کمی کر دیجائے یا نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ میں کسی طرح کی تخفیف ہو۔ اگر ہماری کسی خواہش یا کوشش نے مسلمانوں کو مسلمان ہی نہ رکھا تو پھر ترقی ہی ہم کس سے چاہیں گے۔ ہم ہرگز کسی ایسی کوتاہ اندیشی کی طرفدار نہیں جو اصل اصول اسلام میں ذرا بھی مداخلت کرے۔ اجتہاد کرنا یہی ہے کہ رسوم بیجا کا قلع قمع کیا جائے جنکی سند نہ قرآن سے ہے نہ حدیث سے۔ بہت سی فضول خرچیاں نیک اور دیندار مسلمان تک کرتے ہیں۔ اور باوجود اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ کا علم ہونیکے انکا کانشنس اتنا شرمسار نہیں ہوتا جتنا کسی اور موٹے گناہ پر ہوتا۔ قوم کی جو حالت ہے اسکے حساب سے رسمیات اور فضول خرچیاں مسلمانوں کی جڑ کھوکھلی کئے دیتی ہیں۔ اجتہاد یہ ہونا چاہئے کہ مثل اور کبیرہ گناہوں کے انکو بھی علانیہ طور پر کبائر میں داخل کر دیا جائے۔ وقت کا ضائع کرنا۔ قوائے کام نہ لینا اور اسی قبیل کی اور نحوستیں جو قوم کا ستیاناس کئے دیتی ہیں سب کبائر کی فہرست میں باجماعِ علماءِ امت شامل کر دینی چاہئیں۔ جو عام عدم توجہی زندگی کی ان ضروریات سے ہے کچھ تو کم ہوگی!

دوسرا کام اجتہاد سے یہ لینا چاہئے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی دینی اور دنیوی ضرورتوں کی ایک مکمل فہرست بنائی جائے اور دینی اور دنیوی کے الفاظ کی تفریق کو میٹ کر سب ضرورتوں کو علیٰ قدرِ مراتب فرض۔ سنت۔ مستحب وغیرہ قرار دیا جائے۔ اگر ایسی فہرست کوئی بنائے تو اصل اصول اسلام کی تو ہر بات ممیز طور پر آ ہی جائیگی اور ساتھ ہی اسکے اور موجودہ ضرورتیں بھی اچھی طرح اور ہمیشہ نہیں تو عرصہ دراز کے لئے مسلمانوں کی پیش نظر ہو جائینگی۔ مثلاً اسوقت یہ ایک بڑی ہماری قومی ضرورت ہے کہ جسقدر ہو سکے سائنس اور علوم و فنون مغربی کا رواج مسلمانوں میں پھیلے۔ اب جو لوگ کہ اپنی زندگی کیلئے علوم دنیاوی کو اختیار کر کے یا کسبِ معاش علم کے ذریعہ سے چاہیں یا دینیات کے ساتھ مغربی علوم اور سائنس کا پڑھنا فرض کر دیا جائے۔ جیسے صاحبِ نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے وغیرہ۔ ایک اور بات ہے جو اگرچہ بادی النظر میں ذرا خفیف معلوم ہوتی ہو لیکن دراصل نہایت توجہ طلب ہے۔ وہ یہ کہ جس شخص میں جس خاص فن یا علم کی ترقی کا مادہ ہو اوسکو نشو و نما دینا اور درجہ کمال کو پہنچانا فرض ہے۔ والدین کو تعلیم و تربیت اولاد سے متعلق اس شقِ خاص پر نہایت زور دینا چاہئے۔ تھوڑی سی احتیاط اور توجہ سے

علمائے سلف

جب میں نہایت محنت و تلاش سے علمائے سلف کی علمی زندگی کا ایک مفصل اور بسیط تذکرہ لکھ کر تیار کر چکا تھا جس میں ہر ایک کی علمی خدمتوں کا ذکر اور اسلام کا ایک مدلل تاریخ اور ہر ایک کی تصنیف پر مختصر تبصرہ تھا اور جو تمام خرچ کر کے قریب ۱۰۰ روپیہ کے تیار ہوا تھا

افسوس کہ وہ سب کا سب

بغیر اظہار وجہ کے ضائع ہو گیا

محمد

کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ ہمارے نونہال میں کیا کیا خاص قابلیتیں ہیں۔ اب کیا اچھا ہو اگر عام طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ جیسے نماز روزہ کے مسئلے مسائل سے آگاہ کرنا والدین کا فرض ہے یہ بھی والدین کا فرض ہے کہ کہ بچہ کی قابلیتوں کو ترقی دیکر حتی الامکان انکی تکمیل کے ذرائع بہم پہنچائیں۔ یہ بھی کوشش ہونی چاہئے کہ فیاضی اور خیرات کی مصارف قومی ضرورتوں کے پورا کرنیکے اعتبار سے سند اسے یعنے فتووں کے ذریعہ سے مقرر کر دیئے جائیں اور یہ جو ہزاروں غیر مستحق لوگوں کو قوم کا مال پہنچ جاتا ہے اسے نہایت شد و مد سے حرام کہکر روک دیا جائے۔

خیر۔ یہ سب کچھ تو نہ ہوا ہے نہ ہوگا۔ کس کو اُمت محمدیہ کا اسقدر درد ہے کہ اسکی ضرورتوں کی چھان بین اور مناسب ضرورت اجتہاد کرے۔ ہم اس مضمون کے عنوان یعنے "روحانی زندگی" کے سبجکٹ پر پھر عود کرتے ہیں اور یہ دکھانیکی کوشش کرینگے کہ شخصی زندگیوں میں روحانیت کیونکر حلول کرنی چاہئے اور اسکا کیا نفع ہوگا۔

ہم نے اپنے مضمون کے شروع میں ذرا جلدی کی اور روحانی زندگی کو شرح و بسط کے ساتھ بیان نہیں کیا۔ اب ضرورت معلوم ہوتی ہے کہ اسکو دو چار پہلو اور دکھائے جائیں۔ انسان دنیا میں آنکھ کھولکر حواس کی ریل پر سوار ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اسی کے ذریعہ سے منزل مقصود تک پہنچ جائیگا۔ یعنے سرور اور خوشی حاصل کریگا۔ ہر طرح کوشش کیجاتی ہے کہ حواس (senses) کی ہر خواہش پوری کیجائے اس یقین پر کہ خواہشوں کے پورا ہونے سے تسکین اور راحت نصیب ہوگی مگر "روحانی" کلیہ یہ ہے کہ خواہشوں کے بارہ میں اعتدال سے کام لینا سچی خوشی بخشنے والا ہے۔ دنیا میں ٹھہرنے اور نشو و نما پانیکے لئے ضروری ہے کہ انسان ابتداءً اپنی وسعت۔ اپنی ترقی۔ اپنی آسایش اپنی عزت چاہے مگر روحانی کلیہ یہ ہے کہ مجھے اور دنکے لئے بھی وہی چاہنا چاہئے جو میں اپنے لئے چاہوں۔ جب روحانی آنکھ کھلجاتی ہے اور متذکرہ بالا تسبیح کے ہر دانہ میں وہی ایک ڈور امعلوم ہونے لگتا ہے۔ تب ہی تو انسان دوسرے دنکا سچا ہمدرد۔ سچا بہی خواہ ہو سکتا ہے۔ روحانیت ایک حساب سے جلا دینے والا مادہ ہے جس جگہہ اسکا استعمال کروگے روشن۔ منور کر دیگا۔ اگر روحانی اصول پر زندگی بسر ہونے لگو تو فرض کیجئے دماغ سے کام لینے کیضرورت درپیش ہے۔ اسی سرچشمہ سے دماغ کو سیراب کیجئے۔ ایسا ٹھیک کام دیگا کہ باید و شاید۔ اسکا پرچھاواں قلب پر ڈالدیجئے۔ پھر دیکھئے کیا کیا خدمتیں خلق اللہ کی بے تکان بن پڑتی ہیں۔ توائے جسمانی تو اسکے ایک اشارہ سے ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ کیریکٹر جسکے بغیر دنیا میں کوئی عمدہ یا بڑا کام ہونا غیر ممکن ہے اسکے فیض سے نہایت صحت کیساتھ بنکر قایم ہوتا ہے۔ روحانی زندگی اصلی خوشی کے لئے خارجی ذرائع کی محتاج نہیں بلکہ ذرا آگے چلکر اونسے مستغنی کر دیتی ہے "Greatness" یعنے عظمت یا بڑائی کی یہ بنیاد ہے اس سے وہ توکل حاصل ہوتا ہے جو بڑے بڑے کاموں میں بڑھکر ہاتھ ڈالنے کیلئے وضع کیا گیا ہے۔

انسان اور کل کائنات جلوۂ ذات سے منور ہے۔ اسی بجلی سے یہ ساری چلت پھرت ہے۔ دعا سے دوا سے ریاضت سے عبادت سے علم سے عشق سے الغرض جسطرح ممکن ہو اسکا ادراک و عرفان زیادہ نہیں تو سمندر میں سے قطرہ ہی کے برابر حاصل کرنا چاہئے۔ پھر کوئی مشکل اڑی نہیں رہ سکتی۔ اور ترقی کے جس میدان میں انسان چاہے نہایت مستعدی اور کامیابی کیساتھ دوڑ سکتا ہے۔ یہ پاک مادہ ہر اعلیٰ قابلیت کا عین ہے۔ اب فرض کیجئے کہ دنیا میں صرف کرنیکے لئے ہمت درکار ہے اور یہ مادہ عین ہمت ہے۔ اب جسکی جھلک بھی نصیب ہو گئی ہے اسے ہمت کی کنجی ہاتھ آگئی کامیابی کا اطمینان ہے کیونکہ عین کامیابی کو اپنے میں بالطبع پالیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ اصلی روحانی آدمی کیلئے کوئی کام مشکل نہیں ہے۔ روحانیت کو انسان میں نشو و نما دینے اور دنیا یعنے عالم اسباب میں اسی ظہور میں لاکر عملی کام لینے کے طریقے ویسے ہی باقاعدہ ہیں جیسے نظام فطرت۔ اور کامیابی انکو ذریعہ سے بالکل ویسی ہی یقینی ہے جیسی ابتداع قانون قدرت سے مگر ان طریقوں کے بتانیوالے کم ہیں اور دن بدن کم ہوتے جاتے ہیں۔ زیادہ افسوس یہ ہے کہ جو ہیں بھی وہ زمانہ کیضرورتوں سے واقف نہیں اور جن لوگوں کو روحانی تعلیم دیتے ہیں انہیں عملی زندگی کے کچھ زیادہ بکار آمد نہیں بنا سکتے روحانی تعلیم کا کلیہ یہ ہے کہ طبایع انسانی مختلف ہیں۔ بعض کام سے رقت اور مستعدی کو لیند کرتی ہیں۔ کارخانے کھڑے کرتے۔ مدرسے انجمنیں قایم کرتے ہیں اور سرگرمی سے اپنے کاموں میں مصروف ہوتے ہیں۔ انکی زندگی اسی طور اچھی طرح کٹ سکتی ہے۔ اور وہ صرف اسی نوع پر دنیا میں مفید ہو سکتے ہیں۔ کہ سرگرمی اور جوش سے کسی کام میں لگے رہیں۔ اگر انہیں معطل کر کے بند کر دیا جائے یا انکی جولانگاہ محدود کر دیجائے تو انہیں جسمانی اور روحانی بیمار یاں پیدا ہونے لگتی ہیں۔ اور وہ خود تباہ ہو کر اوروں کو تباہ کرتے ہیں۔ بعضے حسن پرست عشق میں چور بلا انتہا رقیق القلب۔ پوئیٹیکل سی بہر پور ہوتے ہیں انسے یہ امید نہیں کیجا سکتی کہ وہ مثل اول الذکر اشخاص کے مصروفیت اور مستعدی سے کام کرینگے۔ یہ دنیا میں اسلئے پیدا کئے گئے ہیں کہ زندگی کی اصلی پاکیزگی کو بڑھائیں۔ دنیا کی آرائش اور رنگینی کا جسکے انسانوں کو دین جسکی بدولت دنیا میں رہنا ایک نعمت معلوم ہو۔ عبادت۔ شاعری۔ میوزک (موسیقی) اور زندگی کی ہر نفیس قابلیت انسے ترقی پاتی ہے اور یہ رفتہ رفتہ اپنے آپ میں مگن ہو جاتے ہیں۔ بعضے ایسے ہیں کہ نہ الا الذی نہ الا الذی۔ نہ مستعد کار گرم ہیں نہ شوقین اور رنگین کچھ چپ چپ ہیں۔ زندگی میں انہیں کوئی لطف نہیں معلوم ہوتا۔ اندھیرا ہی اندھیرا سجھائی دیتا ہے۔ مگر جب اونکو اندرونی نورانی جلوہ کا شاہدہ کرا دیا جاتا ہے تو انکی کایا پلٹ ہو جاتی ہے اور بنی نوع انسان کیلئے از حد مفید ثابت ہوتے ہیں۔ چوتھی قسم اہل عقل کی ہے جنہیں فلاسفر کہتے ہیں۔ یہ زندگی کی باریکیوں کو عقل سے حل کرتے ہیں اور اگر اسمیں کامیاب ہو گئے تو بڑا انتہا نفع اٹھاتے اور پہنچاتے ہیں۔ اب روحانی تعلیم میں پہلی بات تو یہ ہے کہ ہر شخص کا رجحان طبع معلوم کیا جائے۔ یہ سب قابلیتیں کم و بیش ہر شخص میں ہوتی ہیں۔ مگر جو قابلیت غالب ہوتی ہے اسکو اعتبار سے رجحان طبع قایم کیا جاتا ہے۔ رجحان طبع معلوم ہو جائے تو اسکے موافق اصولی اور عملی ہدایتیں کرنی چاہئیں تاکہ وہ مادہ تکمیل کو پہنچے۔ ورنہ محض تضیع اوقات ہوگی۔ کسی زمانہ میں مرشد کامل یہ دیکھ بھال اور رکھ رکھاؤ کیا کرتے تھے۔ جب سے روحانی تعلیم کا شیرازہ بگڑا اسکا کہیں نام و نشان بھی نہیں۔

شخصی زندگیوں میں روحانیت پھیلانیکی اب یہ تدبیر کرنی چاہئے کہ تعلیم یافتہ لوگوں میں سے ایک جماعت اس علم و فن کیطرف اعلیٰ قومی ضرورت سمجھکر متوجہ ہو اور پھر اسکو زمانہ کی ضرورتوں کے موافق نیا رنگ و لباس دیکر کافۂ انام میں عملاً اور تعلیماً پھیلائے۔ اگر ایک شخص اس مزے سے واقف ہو گیا ہے تو وہ اپنے قریبی دوستوں پر اسکی برکات اور نعمتوں کا بیان کرے۔ اپنی ذاتی تجربے لوگوں کو سنائے۔ اور یہ خیال نہ کرے کہ لوگ مجھے خود ستائی کا مجرم گردانینگے۔ جس جگہہ دس میں سے آدمی اس خیال کے ہوں وہ کبھی کبھی پبلک جلسے کر لیا کریں اور روحانی زندگی کی منفعتوں اور خوبیوں سے لوگوں کو آگاہ کر کے انہیں اس طبقہ حیات میں قدم رکھنے کی ترغیب دیں۔ لوگ جسقدر زیادہ روحانی زندگی بسر کرنے لگینگے اور زمانہ کیضرورتوں سے واقف ہو کر اپنی روحانیت کو تہت استقلال۔ حصول علم۔ و شائستگی میں صرف کرینگے۔ اوسیقدر قوم کیحالت اچھی ہوتی جائیگی۔ اور قوم میں مرد پیدا ہونے لگینگے۔ اگر یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے تو ہندوستان کے مسلمانوں کے لئے کوئی اور تدبیر اسکے سوا نہیں کہ کسب معاش اور حصول دنیا میں انداز ہند مغرب کی تقلید کریں۔ اور جہانتک ہو سکے مذہب کی بھی دکھ تھام جاری رکھیں مگر کوئی پچاس برس یا حد ایک صدی چلکر یہ نہ کہنا پڑے ہم میں سے اسلامی خصوصیتیں بالکل جاتی رہیں۔ جبتک روحانی زندگی قایم نہ کیجائیگی اور زمانہ کی رفتار کے موافق اوس سے کام نہ لیا جائیگا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ قوی احتمال ہے کہ اسلامی خصوصیتیں زائل ہو جائینگی۔ اور مغربی تعلیم جواب بشرط زندگی ہے چھاپہ مار جائیگی۔ "پھر پچتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت"

ہمیں "روحانی زندگی" کی ضرورت کل انگریزی خواں مسلمانوں کی نسبت میں عموماً اور طلبائے علیگڈھ کالج کے سامنے خصوصاً نہایت موٹے حرفوں میں لکھکر اور بڑے شد و مد کے ساتھ پیش کرنی ہے اور اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ قوم کا فیوچر (آیندہ زمانہ) بالکل انکے ہاتھ میں ہے۔ کسی گری ہوئی قوم کو سنبھالنے کی صرف ایک یہی تدبیر ہوتی ہے کہ زمانہ کی رفتار کے موافق پہلے اسکی ضرورتیں معین کیجائیں۔ پھر ایک سنٹرل انسٹیٹیوشن قایم کر کے وہاں قوم کے نونہالوں کو ایسی تعلیم دیجائے جو ان ضرورتوں کو پورا کرے اور وہ نونہال نمونہ بنکر قوم میں نکلیں اور اپنے پاک اثر سے قوم کی کلفتیں دور کریں۔ خدا رحمت کرے سید احمد خان پر جو یہ دونوں کام کر گیا۔ اور علیگڈھ کالج بمصداق اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ اسوقت وہ بار آور درخت ہے۔ جسکے ثمر بفضلہ تعالیٰ خوشنما اور خوش ذائقہ ہونیکے علاوہ ایسے ہیں جنسے "خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے"۔ میری یہ ایمانی رائے ہے کہ قوم میں جس جس اصلاح کیضرورت سمجھو اوسکا عملدرآمد کالج کے طالبعلموں کی روزانہ زندگی میں کر دو۔ یہ کالج سے نکلکر بغیر اسکے زندگی بسر کر ہی نہ سکیں گے۔ کہ ان خوبیوں کو قوم میں پھیلائیں۔ علیگڈھ کالج کو دو وجہ سے اس کام کا محل ہے۔ ایک تو یہ کہ وہاں اعلیٰ و ستاد اہ اصلی نگران انگریز ہیں جو ایک بنی بنائی قوم کے

پبلک جلسے
تعلیم و تعلمات
پبلک جلسوں کی ضرورت
پبلک جلسوں کے کامیاب ہونیکے طریقے
پبلک جلسوں کے واسطے جناب نواب محسن الملک صاحب کا خط
پبلک جلسوں کے واسطے جناب نواب وقار الملک صاحب کا خط

ممبر ہیں۔ اور زمانہ کی ضرورتوں سے پوری واقف۔ انشاءِ بزرگوں کا سوچ ہے کہ وہ ہماری اصلاح سے ایک حکم آمیز دلچسپی سے کہتے ہیں نہایت اچھا اور دیرپا ہوتا ہے۔ آپ خوش ہونگے اسبات کو سنکر کہ ہم پرانے طالبعلم اپنے بعض ہمعصروں میں بے تکان یہ پہچان لیتے ہیں کہ فلاں طالبعلم میں بک کسقدر جھلک رہا ہے۔ آرنلڈ کی کسقدر چھاپ ہے۔ اور مارٹین کا کسقدر اثر۔ یہ بڑی جیت کی بات ہے اور قوم کو بے انتہا نفع پہنچانیوالی ہے۔ دوسری بات بورڈنگ ہوس ہے۔ علاوہ اور برکات کے جو ایک جگہ پلنے۔ پڑھنے۔ کھانے کھیلنے سے حاصل ہوتی ہیں وہاں ایک جیت یہ ہے کہ کوئی ذرا سی نیکی اور اصلاح کی بات بھی ہو تو اسکو لڑکے فوراً لے اڑتے ہیں۔ اور سب کو نہیں تو اکثر کو ضرور اوس سے نفع اٹھانا اپنا فرض معلوم ہوتا ہے۔ بورڈنگ ہوس کی لائیف کا ایک بڑا نقص یہ ہے کہ جن قابلیتوں کو وہاں مستند سمجھا جاتا ہے اونہیں سے اگر کسی طالبعلم میں رتی بھر بھی ہو تو اسی آنکھ پر رکھا جاتا ہے اور چٹکی بجاتے میں وہ سن بھر ہو جاتی ہے۔ اب باقی صرف یہ ہے کہ مستند قابلیتوں کی فہرست کو اور وسیع کر دو لڑکے ضرور انہیں چمکیں گے۔ اور جب لڑکے جنھیں وجود لڑکے ہونیکے میں بے انتہا عزت اور ہونہاری کی نگاہ سے دیکھتا ہوں نکلکر قوم میں پھیلیں گے اور اپنا پاک اثر دیا تو اپنی پاک مکمل روزانہ زندگیوں سے دکھائینگے تو قوم کی مردہ کھیتی کے حصہ پر رحمت کا کام کرینگے۔ اسلئے میں نہایت عجز سے کہتا ہوں کہ مذہبی پابندی۔ تہذیبِ اخلاق۔ اطوار شائستہ وغیرہ وغیرہ کیطرف تو کالج میں توجہ ہوتی ہی ہے "روحانی زندگی" پر بھی جسطرح پینے اوسکے کٹکنے کیلئے خاص زور دیا جائے۔

قوم میں "روحانی زندگی" اور اسکی برکات پھیلانیکی ایک اور عملی تدبیر یہ ہے کہ جسطرح اسلاف کے لٹریچر بزرگوں اور ہیروز کے کارنامونکا لٹریچر مرتب ہو کر قوم میں شائع ہوتا ہے اوسیطرح بزرگانِ دین کی روحانی زندگی کے حالات کا بھی ایک لٹریچر نئے ڈھنگ کے ساتھ جمع کیا جائے۔ سرچشمہ روحانیت رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ کرام اہلبیت اطہار۔ آئمہ کبار اور اولیاء پاک کے حالات میں وہ سب کچھ موجود ہے جسکا علم اور اتباع ہمیں پھر آدمی بنا کر ہماری ساری قومی ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے احادیث۔ اقوال۔ اور ملفوظات ان جواہرات کی کان ہیں۔ اگر کوئی ڈھونڈے اور دیکھے۔ اس لٹریچر کی سرزمین میں قدم رکھنے سے پہلے روحانی اور لٹریری دونوں اعتبار سے ضروری ہے کہ علم القرآن حاصل کیا جائے اور بار بار پڑھیں۔ نکات اور فصاحت زبان کو تو جانے دو کم سے کم قرآن شریف پڑھکر یہ معلوم کرنا اشد ضروری ہے کہ منشا مذہب حیات انسانی کو کس درجہ کمال تک پہنچانا ہے۔ اگر قرآن پاک سمجھکر پڑھ لیا اور صحیح جینک ہاتھ لگ گئی تو احادیث۔ اقوال اور ملفوظات سے عجیب و غریب فوائد حاصل ہو سکتے ہیں۔ جو زندگی کو روحانی اور قومی بنانیکے لئے بالکل کافی ہیں۔ میں نہایت ادب سے ان تعلیمیافتہ لوگونکی خدمت میں جنکو اس مضمون سے لگاؤ ہے اپیل کرتا ہوں کہ اس شق خاص کیطرف قومی ضرورت سمجھکر متوجہ ہوں اور اپنے تحقیق و معلومات کے دُرِ بے بہا قوم کے سامنے پیش کریں۔

اپنی انجمنوں کمیٹیوں اور کانفرنس میں جو کچھ ہم کرتے ہیں اوسکا منشا یہی تو ہے کہ مسلمانونکی پرائیویٹ لائیف میں ایک تحریک پیدا ہو اور اونکی پرائیویٹ روزانہ زندگی کے عملی اصول پبلک زندگی میں موجزن ہو کر وہ جوش پیدا کریں جو موجودہ حالت میں مردہ قوم کی زندگی کیلئے ضرور ہے۔ میری مستقل رائے ہے کہ جبتک روحانی اثر مسلمانونکی پرائیویٹ لائیف پر نہ پہنچایا جائیگا تب تک ان قومی مجالس کی کوشش وہ پھل نہیں دینگی جنکی یہ واقعی مستحق ہیں۔ عشق اور روحانیت۔ یہی وہ برقی قوتیں ہیں جو انسان کی پرائیویٹ لائیف پر جادو کا سا اثر کرتی ہیں۔ بہت جلدی عمر بھر کے لئے داغ دھبہ سے پاک کر دیتی ہیں۔ عشق بوجہ اپنی دشوار گذار منازل کے پھر کسیقدر خطرناک شئے ہے اور ممکن ہے کہ کوئی طبیب حاذق کسی قوم کی ایسی حالت میں جیسی مسلمانونکی اب ہے عشق کا جلاب نہ تجویز کرے۔ مگر "روحانی زندگی" کا شربت بے خوف و خطر پلایا جا سکتا ہے اسمیں نہ کسیطرح کی تلخی ہے نہ کسی ضرر کا اندیشہ۔ ہر طرح لذت للشاربین ہے۔ خدا کرے ہم اسے سمجھیں اور حاصل کریں۔ راقم احقر العباد محمد سراج الحسن عزمی دہلوی۔

سابق طالب علم مدرسۃ العلوم علیگڈھ۔ حال وارد رُرکی و ڈینی تال۔

وکٹوریہ میموریل ہال

ملکہ معظمہ کی یادگار کلکتہ میں قائم کرنیکی تجویز پر بنگال کے سوا ہر ایک صوبہ سے مخالفت کی آواز بدستور بلند ہے ہندوستان میں آجکل سب جگہ اسی امر کا چرچا ہے جہاں دیکھو یہی بحث درپیش ہے۔ لارڈ کرزن نے بھی اس مسئلہ کو ایسا ضروری خیال کیا کہ ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کے جلسہ میں ایک زبردست لکچر اسی مضمون پر دیا جو اسقدر طویل ہے کہ ہز ایکسیلنسی کی تمام تقریروں سے جو آجتک کیگئیں بڑا ہے اسکا پورا ترجمہ شائع کرنیکے لئے ہمارے پاس گنجائش نہیں ہے اسلئے کہیں کہیں سے بعض فقروں کا خلاصہ درج کرتا ہے۔ ہز ایکسیلنسی نے فرمایا کہ ابتدا میں بہت کچھ شک اور غلط فہمی مجوزہ یادگاری ہال کی نسبت اسوجہ سے پیدا ہوئی کہ اصلی سکیم کی حالات سے عام لوگونکو پوری پوری واقفیت نہ تھی یہ بات قدرتی ہے کہ ملک کے مختلف حصوں میں جداگانہ یادگاریں بنائی جائیں۔ اگرچہ یہ فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ وہ کس صورت میں ہونگی اسوقت سوال ہماری سامنے یہ درپیش ہے کہ آیا کوئی قومی یادگار بھی ہونی چاہیئے یا نہیں؟ میری رائے یہ ہے کہ ہمیں ایک ایسا موقع ہے کہ نہ صرف ہندوستان اپنی محبت کو ملکہ کیساتھ ظاہر کرے بلکہ ایک شاندار پیرایہ میں دنیا کو اس امپیریل اتحاد کا ثبوت دکھلائے جو ہر مجسٹی کی ذات والاصفات کیوجہ سے وجود میں آیا اگر ہر ایک صوبہ کو تنہا چھوڑ دیا جائے کہ اپنی یادگار علیحدہ بنالے تو بلاشبہ بہت سی عمدہ عمارتیں بنجائینگی لیکن مختلف اشخاص اور مقامات کی فیاضی کا اظہار ہو گا لیکن اسسے یہ ہیئت مجموعی تمام قوم کی دلی محبت ظاہر نہ ہوگی۔ سیاح لوگ در آئندہ نسلیں اس فنڈ اور اس عمارت کی نسبت بہت کم جان سکیں گے۔ اگر ان فنڈ دنکو خیراتی کاموں یا ترقی تعلیم میں صرف کریں تو صرف گنتی کے آدمیوں کو فائدہ پہنچیگا اور کچھ عرصہ بعد بڑی اور نیکنام ملکہ کا نام لوگونکی یاد سے فراموش ہو جائیگا اسلئے قومی میموریل میری رائے میں نہایت ضروری ہے اور اب تک جو کچھ اعتراض ہوئے اُنسے میری رائے میں کچھ تبدیلی نہیں ہوئی۔

صنعتی حرفتی تعلیم گاہیں قیصرہ ہند کی یادگاریں قائم کرنیکی تجویز پر جو اکثر اہل الرائے نے پیش کی ہے۔ لارڈ کرزن نے فرمایا کہ صنعتی تعلیم کے خلاف ہم ایک لفظ بھی نہیں کہینگے کیونکہ آئندہ ہندوستان کو اسکی بہت ضرورت پیش آئیگی لیکن کتنا ہی زیادہ فنڈ جمع ہو اسکا سود اتنا نہیں ہوگا کہ نوجوانان ہند کی چھوٹے چھوٹے حصے کی تعلیم کیلئے بھی کافی ہو سکے اور کن اصولوں پر انکو تعلیم دیجائے اور انکی کاریگری اور لیاقت کی کسطرح قدر ہوگی۔ ان باتوں کا ابھی کچھ فیصلہ نہیں ہوا بلکہ انگلینڈ میں بھی ۱۵ سال کی بحث مباحثہ کے بعد تک اس امر کا تصفیہ نہیں ہو سکا۔ بعض لوگ ایسا خیال کرتے ہیں کہ صنعتی تعلیم سے گویا ہندوستان کی تمام مشکلات حل ہو جائینگی اور کروڑوں فاقہ مست کاشتکار خوشحال بنجائینگے۔

صاحبان! حاضرین جلسہ ہذا میں سے جبکہ ہر شخص کی ہڈیاں خاک ہو جائینگی اسکے مدتوں بعد تک بھی ہندوستان کی تمدنی مشکلات حکمرانان ہند کو اسیطرح پیش آتی رہینگی اور اگر ان تعلیم گاہوں میں کامیابی نہ ہوئی یا وہ خالی رہے جیسا کہ تجربوں سے ثابت ہوا ہے تو ملکہ معظمہ کی یادگار پھر کہاں ہوگی؟

صنعتی تعلیم ایک ایسا مسئلہ ہے جسکے لئے سوچ بچار اور صبر کی بیحد ضرورت ہے اور جسپر سپریم گورنمنٹ۔ لوکل گورنمنٹوں میونسپلٹیوں۔ ڈسٹرکٹ بورڈوں اور تجارتی انجمنوں اور محب الوطنوں اور فیاض لوگونکی متفقہ کوشش درکار ہے۔

میموریل ہال اور قحط فنڈ اسلئے اگر بہت سا قومی فنڈ جمع ہو جائے تو اسکا ایک حصہ وکٹوریہ ہال کی تعمیر میں صرف ہو اور کچھ حصہ مستقل قحط فنڈ میں جمع کیا جائے بعض معترضین کہتے ہیں کہ یہ سکیم بڑی جلدی میں قرار دیگئی ہے اور پبلک کو غور کرنیکا موقع نہیں دیا گیا لیکن یہ ٹھیک نہیں ہے یہ سکیم دو سال سے ہمارے خیال میں تھی جبکہ قیصرہ کی وفات کا کسیکو وہم بھی نہ تھا کہ زمانہ حال کی تاریخ کی ایک عظیم الشان یادگار آئندہ نسلونکے لئے چھوڑ جائیں۔ بلکہ اکثر دوستوں سے ہم نے اس تجویز کا ذکر کیا تھا اور عمارت کیلئے نقشہ جات تیار کرنیکا بھی ارادہ ہو چکا تھا کہ اسی اثنا میں ہر مجسٹی نے انتقال کیا اسلئے نہ صرف میری بلکہ اکثر صلاحکارونکی یہ رائے ہوئی کہ ایسی عمارت ملکہ معظمہ کی یادگار میں بنانی چاہیئے۔ یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ بجائے اسکے کہ میں خود تجویز پیش کی۔ تمام راجگان و گورنران و دیگر معزز رؤسائے اسارہ میں کہ یادگار کس صورت میں ہونی چاہیئے رائے کیوں دریافت نہ کی لیکن غور کرنا چاہیئے کہ اسکا کیا نتیجہ ہوتا۔ ایک تجویز نہیں بلکہ سو تجویزیں پیش کیجاتیں بلکہ اس سے زیادہ۔ اور پھر ایک قائم مقامی کمیٹی فیصلہ کرنیکے لئے مقرر ہوتی۔ کئی ہفتوں میں یہ کارروائی ہوتی۔ اور انکی بحث مباحثوں میں شاید کئی مہینے صرف ہو جاتے اور اس اثنا میں عوام الناس کا جوش اور فیاضی سرد پڑ جاتی۔ اس سے بڑھکر اور کوئی صورت میرے خیال میں نہیں آسکتی جس سے ہندوستان کی فیاض پبلک کے دل ٹھنڈے ہو جانے ممکن تھے۔

وکٹوریہ ہال میں کیا ہوگا؟ ہز ایکسلنسی نے بیان کیا کہ عمارت کا نام وکٹوریہ میموریل ہال ہوگا۔ جو سنگ مرمر کی بنے گی۔ جسکے وسط میں ایک عالیشان کمرہ خاص ہز مجسٹی کی یادگار کیلئے مخصوص ہوگا۔ ہز مجسٹی کا بت جو تیار ہو غالباً عمارت کے باہر استادہ کیا جائیگا لیکن اسبات کا فیصلہ کہ سٹیچو کہاں ہونا چاہیے بعد میں ہو سکتا ہے شاید ہال کے اندر بھی ایک علیحدہ بت ہز مجسٹی کا رکھا جائیگا اور اسکے ارد گرد آپکے عہد حکومت کی یادگاریں ہونگی۔ وہ تمام چیٹھیاں جو ہز مجسٹی نے وقت خاص سے وائسرایان ہند کو وقتاً فوقتاً لکھیں جمع کیجائینگی۔ اور قیصرہ مرحومہ کی بعض ذاتی اشیاء۔ اور اس مرکزی ہال کی دیوار و پتھر سنہری حرفوں میں یا تو سنگ مرمر پر یا کسی دھات پر سنہ ۱۸۵۸ء کا شاہی اعلان کندہ کیا جائیگا۔ انگریزی زبان میں اور مختلف دیسی زبانوں میں۔ اور اسکے علاوہ دیگر پیامات جو ہز مجسٹی نے وقتاً فوقتاً باشندگان ہند کو تمام ارسال فرمائے ہیں۔ اگر یہ کاغذات اصلی ملگئے تو ایک شیشے کی میز میں اسی کمرہ میں حفاظت کیساتھ رکھے جائینگے جبکہ شہنشاہ اشوکھ ۲۲۰۰ سال تک میناروں اور کتبوں کے ذریعہ آیندہ نسلوں سے کلام کرتا رہا ہے تو کیوں کوئین وکٹوریہ ایسا نہ کرے؟

شاہان سلف کی یادگاریں شہنشاہ بابر سے لیکر اسوقت تک ہر ایک بادشاہ کی تصویریں اور انکی ذاتی چیزیں جہانتک ملسکیں۔ مثلاً شہنشاہ اکبر کی پگڑی اور شہنشاہ جہانگیر کی تلوار وغیرہ۔ اسی عمارت کے ایک کمرہ میں رکھی جائینگی۔ اسکے بعد سیواجی اور دیگر مرہٹہ حکمرانوں اور جنرلوں اور مدبروں کی تصویریں اور پھر اسیطرح سکھوں کے بابا نانک صاحب سے لیکر گورو گوبند تک کی تصاویر اور سکھ حکمرانوں مہاراجہ رنجیت سنگھ مہاراجہ شیر سنگھ۔ مہاراجہ گلاب سنگھ وغیرہ کی تصویریں اور بعض ذاتی چیزیں۔ اور راجپوتانہ سے رانا پرتاپ۔ راجہ مان سنگھ سوامی جے سنگھ مہاراجہ جسونت سنگھ گوالیار کے مہاراجہ مادھو راؤ سندھیا و دولت راؤ سندھیا۔ بھوپال کی نواب سکندر بیگم حیدرآباد کے نواب آصف جاہ نظام اول اسکے ساتھ ہی وہ قدیم والیان بھی فراموش نہیں کئے جائینگے جو بہادری سے سرکار انگریزی کیساتھ لڑے مثلاً جھانسی کی شیر دل رانی اور میسور کے نواب حیدر علی اور سلطان ٹیپو۔ نیز وہ لوگ جو بڑے بڑے شاعر اور مدبر اور جج اور مذہبی ریفارمر اور محب الوطن گزرے ہیں انکی یاد بھی ہمیشہ کیلئے تازہ کیجائیگی۔ مثلاً ان میں چند بنگالی۔ میر جعفر۔ جیتن۔ رام موہن رائے بانی برہمو سماج کیشب چندر سین۔ راجہ راجندر لال مترا۔ ڈاکٹر سر سید احمد خان بانی علیگڈھ کالج۔ سر رومیشچندر متر راجہ سر ونکر راؤ۔ سر۔ ٹی مادھو راؤ۔ سر سالار جنگ سر جمشید جی جیجی بھائی۔ اور ایک کمرہ انگریز جنرلوں اور مدبروں اور گورنر جنرلوں کے لئے وقف ہوگا۔ ان گیلریوں کے وسط میں جہاں تصویریں ہونگی شیشہ اور میز و نکے اندر ان لوگوں کی دستخطی تحریریں اور انکی ذاتی اشیاء جنکو وہ زندگی میں استعمال کرتے تھے اور انکے مختصر حالات قلمبند کر کے رکھ جائینگے۔ اسکے علاوہ پرانے سکے اور آلات حرب فوجوں کے جھنڈے تمغے قدیم اور زمانہ حال کے جہازوں اور قلعوں اور توپخانوں کے نمونے رکھے جائینگے۔ غرضکہ ایک ایسی بے نظیر عجائبات کا ذخیرہ جمع کیا جائیگا جسکے دیکھنے کو دور دور سے سیاح آیا کرینگے۔ (سول اینڈ ملٹری نیوز)

رسالہ تحفہ احمدیہ کانپور سال بھر سے بڑی استقلال اور آب و تاب کیساتھ بالخصوص تردید مخالفین اسلام کیغرض سے مہینہ میں دو مرتبہ شائع ہوتا ہے پہلا پرچہ مناظرہ مذہبی کیلئے مخصوص ہے اور دوسرا زیادہ تر اسلامی تاریخی مضامین سے تعلق رکھتا ہے۔ نیز ان مضامین سے جو مسلمانوں کی فلاح و بہبود سے متعلق ہوں۔ دراصل یہ رسالہ مرحوم رسالہ تحفہ محمدیہ کا قائم مقام ہے جسکو عرصہ ہوا عیسائیوں کی ایک قانونی حملہ نے ہمیشہ کیلئے بند کر دیا۔ رسالہ تحفہ محمدیہ کیساتھ جو مشہور سر آمد علمائے متکلمین مرحوم الدنیا حاجی رحمت اللہ علیہ الرحمۃ مہاجر مکیہ کی کتاب ازالۃ الشکوک (جو کلان تقطیع کی دو بڑی ضخیم جلدوں میں نصاریٰ کے ۲۹ سوالوں کے جوابوں میں ایک لاجواب کتاب ہے اور ابتک ایکمرتبہ بھی نہیں چھپی) تین برس تک شائع ہوتی رہی تھی اب تحفہ احمدیہ کے ساتھ شائع ہونا شروع ہوئی ہے۔ دوسرا بے مثل رسالہ امساک المعتدین بجواب رسالہ امہات المؤمنین بھی جہاں سے تحفہ محمدیہ نے چھوڑا ہے شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ رسالہ الدین الخالص کا بقیہ شائع ہو چکا ہے اور بھی مفید کتابیں اور اعلیٰ مضامین شائع ہوتے رہینگے۔ ممالک اسلامیہ کے حالات بھی درج کئے جاتے ہیں۔ خ

وجع مفاصل بڑی ناشدنی بیماری ہے چیمبرلینز پین بام (C. R. Balm) نے اس موذی مرض کو نکیا نہیں بلکہ بیشمار دفعہ دفع کیا ہے اور جب اسکا استعمال کریں دفع ہو گی۔ یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے

ہندوستان کی خبریں

ڈیرہ اسمٰعیل خان میں ۲۴ فروری کو ایک بڑا مجمع عام منعقد ہوا جسمیں ہر فرقہ و ملت کے لوگ شریک تھے اس جلسہ کے انعقاد کی غرض یہ تھی کہ ہز آنریبل لفٹنٹ گورنر بہادر صوبہ پنجاب کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا جائے۔ مدعائے میموریل ریزولیوشنہائے ذیل سے ظاہر ہوتا ہے (۱) اہالی ڈیرہ اسمٰعیل خان کے اس جلسہ کی یہ رائے ہے کہ فوائد عدل داد اور عمدگی گورنمنٹ کے خیال کو ملحوظ رکھکر یہ زیادہ مناسب اور موزون ہے کہ ڈیرہ اسمٰعیل خان کو صوبہ پنجاب ہی میں شامل رہنے دیا جائے۔ جدید سرحدی صوبہ میں شامل نکیا جائے (۲) مندرجہ میموریل عام پبلک کے دستخط ہو کر ہز آنریبل کی خدمت میں بھیجا جائے کہ حضور ممدوح اسپارہ میں غور فرما کر سپریم گورنمنٹ سے سفارش فرمائیں کہ تحصیل ڈیرہ اسمٰعیل خان کو پنجاب سے علیحدہ نکیا جائے (۳) حضور وائسرائے بہادر و حضور لفٹنٹ گورنر بہادر کی خدمت میں بذریعہ تار کے ان ریزولیوشنوں کے نفس مضمون کی اطلاع دیجائے۔ اور اس جلسہ کی کارروائی مختلف اخبارات میں شائع کرائی جائے۔ میموریل میں جو امور گذارش کئے گئے ہیں واقعی قابل توجہ ہیں بخوف طوالت ہم میموریل کا ترجمہ اسجگہ درج نہیں کر سکتے۔

محسود وزیریوں نے اپنے ایک لاکھ روپیہ کے جرمانہ میں سے چوتھائی کے قریب یعنی ۲۳ ہزار روپیہ ادا کر دیا ہے۔ ابسرحد پر ہر طرح امن و امان ہے۔ بعد کی ایک خبر ہے کہ وزیریوں نے منجملہ رقم جرمانہ کے ۱۶ ہزار روپیہ اس ہفتہ میں ادا کیا ہے۔

ڈویژن ہائے جالندھر لاہور۔ راولپنڈی اور ڈیرہ جات ڈویژن کے ضلع مظفر گڈھ میں کام کرنیوالے اسسٹنٹ کمشنروں کا پہلا امتحان ہی پنجابی زبان میں بتاریخہائے ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ اپریل گورنمنٹ کالج لاہور کے ہال میں منعقد ہوگا

اعلان سرکاری شہرہ گزٹ آف انڈیا کے بموجب جھنڈا کے میلہ میں جو بمقام ڈیرہ دون ہوا کرتا ہے پنجاب کے طاعون زدہ اضلاع جالندھر گورداسپور و سیالکوٹ سے اور نیز ان تمام دیگر مقامات ہند سے جہاں طاعون موجود ہے کوئی شخص نہ جا سکیگا۔

سیبی میں بھی ۱۹ فروری کو ایک عظیم الشان جلسہ سبارہ میں غور کرنیکی غرض سے منعقد ہوا کہ قیصرہ مرحومہ کی یادگار کا کس صورت میں قائم ہونا زیادہ مناسب اور موزون ہوگا؟ بلوچستان کے بڑے بڑے عمائد سردار اور خوانین و عہدہ دار اس جلسہ میں شریک تھے۔ اول صدر انجمن کی افتتاحی تقریر ہوئی بعد ازاں امر زیر بحث کے متعلق کچھ دیر تک عام قیل و قال ہوتی رہی جسمیں تمام حاضرین جلسہ نے بڑی گرمجوشی سے حصہ لیا اور بالآخر باتفاق رائے یہ قرار پایا کہ دار الخلافہ (کلکتہ) میں قومی یادگار کا قائم ہونا مناسب ہوگا۔ اور اگر ہو سکے اور فنڈ میں گنجائش نکلے تو خاص بلوچستان میں بھی کوئی یادگار قائم کیجائے۔ مفصلہ ذیل ریزولیوشن اس جلسہ میں پاس ہوئے۔ (۱) یادگار کے متعلق ایک سنٹرل کمیٹی دار الخلافہ بلوچستان میں بنائی جائے۔ اور اسکی شاخیں بیٹے سب کمیٹیاں اضلاع کے ہیڈ کوارٹروں اور سب ڈویژنوں وغیرہ میں ہوں۔ (۲) کرنل سی ای سپیٹ صاحب بہادر ایجنٹ گورنر جنرل و چیف کمشنر بلوچستان سے استدعا کیجائے کہ تحریک مذکور کی سرپرستی منظور فرمائیں (۳) ہز ہائینس خان قلات سے عہدۂ نائب سرپرست منظور فرمانیکی درخواست کیجائے اور نیز اس امر کی کہ فنڈ مذکور میں ہز ہائینس خود بھی چندہ سے شرکت فرمائیں اور اپنے علاقہ میں فراہمی چندہ کے کام سے دلچسپی کہیں (۴) جام صاحب لس بیلہ سے بھی انکے وزیر کی معرفت بشرح ایضاً درخواست کیجائے (۵) ریونیو و جوڈیشل کمشنر صاحب سے استدعا کیجائے کہ سنٹرل کمیٹی کی پریزیڈنٹی منظور کریں (۶) خان بہادر قاضی جلال الدین خانصاحب سی۔ آئی۔ ای پولیٹیکل ایڈوائزر ہز ہائینس خان قلات اس کمیٹی کے وائس پریزیڈنٹ منتخب ہوں۔ (۷) خان بہادر مولا بخش صاحب اور رائے صاحب لیوان جمیت رائے صاحب جائینٹ سکرٹری بنائے جائیں۔ (۸) یہ کہ سنٹرل کمیٹی کو اختیار ہوگا کہ منیجنگ کمیٹی کیلئے ممبران سنٹرل کمیٹی سے انتخاب کرے۔ (۹) سول پیارنٹ و سب ڈویژنل افسروں سے درخواست کیجائے کہ اپنے اپنے سب ڈویژنوں میں سب کمیٹیاں قائم کر کے فراہمی چندہ کی وسائل سوچیں اور علمیں لائیں اور وقتاً فوقتاً اپنی کارروائی کی رپورٹ سنٹرل کمیٹی کے پاس بھیجتے رہیں۔

گنٹھیا کی بیماری میں چیمبرلینز پین بام (C. R. Balm) یعنی چیمبرلین صاحب کی دوا ایک ہی دفعہ لگانیسے درد جاتا رہتا ہے۔ یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے

ہمعصر پایونیر کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے کہ:۔ "جنوبی افریقہ سے جو بوئر قیدیانِ جنگ آنیوالے ہیں انکو رکھنے جانیکے متعلق ہندوستان کے تمام حصص میں ایک طرحکی نارضامندی پائی جاتی ہے۔ پس گورنمنٹ کو ضرور بڑی حیرانی ہوگی کہ پھر آخر ان کمبختوں کو رکھا جائے تو کہاں"؟ نامہ نگار مذکور یہ رائے دیتا ہے کہ "انہیں کلّو کی بالائی گہاٹی میں رکھا جائے جہاں ہزاروں بوئیرونکی گنجائش ہے۔ اور آب ہوا بھی وہاں کی جنوبی افریقہ سے بدرجہا اچھی ہے۔ کلکتہ تک وہ جہاز بار برداری پر چلے آئینگے وہاں سے کالکا تک ریلوے سے آسکتے ہیں۔ پھر کالکا سے منزل مقصود کل دس بارہ پڑاؤ کرکے پہنچ جائینگے۔ جہاں انکو رہنے کا تمام انتظام چند دن میں بوجوہ نہایت کم خرچ پر اور بسہولت ہوسکتا ہے۔ وہاں یورپینونکی بھی آبادی نہیں ہے جنہیں بوئیرونکی موجودگی پر اعتراض ہوگا۔ انکی حفاظت کیلئے کچھ زیادہ فوج بھی درکار نہ ہوگی کیونکہ کلّو ویلی ایک ایسی وادی ہے کہ جہاں سے نکل بھاگنا بھی انکے لئے قریباً ناممکن ہوگا۔

جدید ریلوے لائینونکی تعمیر کے پنسالہ پروگرام میں الہ آباد فیض آباد لائین بھی ہوگی جو آئندہ تین سال کے اندر اندر تیار کیجائیگی۔

بنک آف بنگال نے یہ بات منظور کرلی ہے کہ صوبجات مغربی و شمالی اور اودھ میں یادگار قیصرہ مرحومہ کیلئے جو چندے جمع ہونگے بنک مذکور میں انکے فنڈ کا حساب کھولدیا جائیگا۔

صوبجات مغربی و شمالی میں امسال الہی کی فصل سے ۹۵ فیصدی پیداوار کی توقع ہے۔ سرمائی مہاوٹیں اگرچہ ایکو غیر معمولی زور شور سے ہوئیں لیکن آنسو فصل کو کچھ زیادہ نقصان نہیں پہنچا۔ کیونکہ اسکو متواتر بارشوں اور لگاتار گھٹا گھوٹ کیوجہ سے مورچہ لگ گیا ہے اور جبتک کہ فصل درو نہ ہولگی اسکے نقصان کا اندازہ لگانا غیر ممکن ہے۔

شمار و اعداد متعلقہ تجارت ہند بابت سنہ ۱۹۰۰ء (من ابتدائی یکم جنوری لغایت ۳۱ دسمبر) مکمل ہوکر آگئی ہے۔ انسے پایا جاتا ہے کہ اندرون ہند سے بمبئی کلکتہ اور کراچی میں جو روئی پہنچی اسمیں امسال بہ نسبت سال ماسبق کے ۵۰ فیصدی کی کمی واقع ہوئی یعنے سنہ ۱۸۹۹ء میں ۷۰ لاکھ ہنڈرڈویٹ روئی گئی تھی تو بکود سنہ ۱۹۰۰ء میں صرف ۳۵ لاکھ ہنڈرڈویٹ ہی گئی۔ اسیطرح گندم انہی تینوں بندرگاہوں پر پچھلے سال ایک کروڑ ستر لاکھ ہنڈرڈویٹ پہنچا تھا مگر اس سال صرف ۶۰ لاکھ ہنڈرڈویٹ ہی گیا۔ سنہ ۱۸۹۸ء میں سالگذشتہ سے بھی زیادہ یعنے ۲ کروڑ ۳۰ لاکھ ہنڈرڈویٹ گیا تھا۔ علی ہذا القیاس اسی اسی لاکھ ہنڈرڈویٹ سے گرکر پچاس لاکھ ہنڈرڈویٹ پر آرہی۔ اور نیل ۹۶ ہزار ہنڈرڈویٹ سے ۷۰ ہزار ہنڈرڈویٹ پر۔ برآمد کی اس کمی کا باعث یہ نہیں کہ ہندوستان اب اپنے ملک کی پیداوار ملک ہی میں کہنا سیکھ گیا ہے بلکہ لگاتار مخط کی بلائے بدرمان کے یہ افسوسناک نتائج ہیں جسنے ہر قسم کے کاروبار کو بالعموم اور زراعت و فلاحت کو بالخصوص سخت نقصان پہنچایا ہے۔ برخلاف اسکے بعض اجناس میں کسیقدر بیشی بھی ہوئی ہے۔ مثلاً سنی ایک کروڑ چالیس لاکھ کے مقابلہ میں ایک کروڑ ستر لاکھ ہنڈرڈویٹ چاول ۱۲ لاکھ سے ۱۳ لاکھ ہنڈرڈویٹ اور چاول ایک کروڑ دس لاکھ سے ایک کروڑ تیس لاکھ۔

پنجاب کے رقبہ زیر کاشت میں امسال بہ نسبت سالگذشتہ کے کمی کہی جاتی ہے اگرچہ وہ کمی بہت بھاری نہیں بقول صاحب ڈائرکٹر جنرل صیغہ زراعت کے اس کمی کیوجہ کچھ تو یہ ہوئی کہ ضرورتِ کاشت کے موقعہ پر خاطر خواہ بارش نہ ہوئی اور کچھ یہ کہ نرخ غلہ اُن دنوں اسقدر چڑھا ہوا تھا کہ بعض اراضیات پر گندم کی کاشت بہ نسبت کاشت تنباکو کے زیادہ منفعت بخش خیال کیگئی۔ کسی پیداوار کی متعلق ان بیانات کا اطلاق کل صوبہ پر بہیئت مجموعی ہو لیکن درحقیقت فرداً فرداً مقامی حالتوں میں کچھ عجیب ہی اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً پنجاب میں ہوشیارپور منجملہ اُن اضلاع کے ہے جو بلحاظ زراعت تنباکو سرسبز آور وہ سمجھے جاتے ہیں لیکن افسوس کہ وہاں (بموجب رپورٹ محکمہ کاری کی) سیرو بجات کی تنگی نے مقامی ساخت کی تنگ کو مندی سے بالکل نکلوا دیا ہے۔ سیالکوٹ میں بھی علی ہذا ۲۰ فیصدی کی کمی پڑی جسکی وجہ یہ کہ کاشتکار بوجہ گرانی غلہ چارہ کی اپنے گاؤں چھوڑ چھوڑ کر جہاں تہاں چلے گئے اور جنہوں نے تنباکو بویا انہیں سے بہتیرے اکثر تنکو چارہ کی جگہ گنا اپنے بھوکے مویشیوں کو کھلانا پڑا۔ مگر ضلع جھنگ میں

تیر بہدف کس غضب کی کہانی ہے کہ آہی تیری پناہ۔ صاحب۔ پھر آپ چیمبرلینز کف ریمیڈی C. & C. Remedy
یعنے چیمبرلین صاحب کی دوا ہر کہانسی کیوں نہیں استعمال کرتے؟ جو اسکی کہانسی سے شفاء عاجل حاصل ہو۔ کہانسی کی جملہ اقسام کیلئے یہ بہترین دوائی ہے۔ شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر سے ملیگی

پیداوار معمول سے بڑھکر ۱۰۸ فیصدی پر پہنچی جسکا سبب آبرسانی انہار ہے۔ ساتھ ہی اگرچہ مجموعہ کل صوبہ کا رقبہ زیر کاشت پچھلے سال سے کم ہے۔ تاہم گڑ کی پیداوار جہاں پار سال ۱۹۶۷۳۱ ٹن تھی اب کے ۱۲۰ فیصدی بڑھکر ۴۴۶۹۷۰ ٹن پر پہنچی (ٹن = ۲۸ من)

مدراس کارپوریشن ڈسٹریبیوٹری طاقت سے چلانے اور شہر میں برقی روشنی کرنیکا ولایت کی ایک کمپنی سوسومہ ایلیکٹرک لائٹ اینڈ پوور کمپنی لنڈن کو ٹھیکہ دینا تجویز کیا ہے۔

آگرہ بنک واقع کلکتہ کی عمارت بذریعہ نیلام ۳½ لاکھ روپیہ کو فروخت کیگئی۔ کلکتہ میں جو امریکن بنک قائم ہونیوالا ہے کہتے ہیں کہ عمارت مذکور اسکے لئے بانیان بنک مجوزہ نے خرید لی ہے۔

پنجاب کی سرحدی فوجکے جنرل کمانڈنگ آفیسر آرمی لسٹ میں آئندہ سے کمانڈنگ فرانٹیر فورس اینڈ فرانٹیر ڈسٹرکٹ یعنے سرحدی فوج اور نیز سرحدی ضلع دونوں کے کمانڈنگ آفیسر کے لقب سے ملقب ہونگے۔

وبائی طاعون باوجود تمام احتیاطوں اور حفظ ماتقدم کے سرحد جموں سے پرے تک جا پہنچی ہے اور دو گاؤں میں پھیلی ہوئی ہے جو جموں سے ۱۵ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

گورنمنٹ آف انڈیا کی عملی چونکہ عنقریب کلکتہ سے شملہ آنیوالی ہیں اسواسطے کالکا ریلوے سٹیشن پر قریباً ۱۵ دن حال تک پھر مسافروں کا ڈاکٹری ملاحظہ ہونے لگیگا۔ سڑک پر جو انسپکشن کی چوکیاں مقامات کالکا ترادیوی اور ٹوی میں بنی ہوئی ہیں وہ بھی پھر کھل جائینگی۔

صوبہ ہذا کی طاعونی رپورٹ بابت ہفتہ مختتمہ ۲۶ فروری سے معلوم ہوتا ہے کہ وبائی مذکور بڑی تندی کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے۔ چنانچہ اسوقت ۱۳ گاؤں تو صرف تحصیل شکر گڈھ ضلع گورداسپور میں مبتلائے طاعون ہیں اور اس ہفتہ میں ۷ تازہ واردات اور ۲۷ اموات ہوئی ہیں۔ ان دیہات کے نام یہ ہیں نہ گھمر والہ خاص پنڈ برہمناں۔ تارا پور۔ کھتی۔ کرال۔ براری۔ بڑا پنڈ۔ بھوی برہمناں۔ فتحگڈھ۔ کوکیال کلاں۔ باڑی ترنگڑا۔ باڑی کلاں۔ اور تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ کی رپورٹ اس سے بھی زیادہ حیران و پریشان کرنیوالی ہے کیونکہ پچھلے ہفتہ تمام ضلع میں کوئی تازہ کیس نہیں ہوا تھا اور نہ کوئی طاعونی موت۔ مگر افسوس کہ اس ہفتہ ان پانچ دیہات میں ۳۵ واردات اور ۲۸ اموات ہوئیں (سکروڑ۔ لہری کلاں۔ خانم والی۔ دیوکی۔ پنڈ چلانی) پھر ضلع جالندھر تحصیل نواں شہر کے تین گاؤں۔ بنگہ حکیم پور خانخانہاں میں ۷ تازہ واردات ہوئیں اور ۲ اموات حالانکہ پچھلے ہفتہ انمیں بھی کوئی تازہ کیس یا موت نہیں ہوئی تھی۔

گورکھپور میں بھی بقول پنجاب آبزرور ۲۲ فروری کو ایک طاعونی واردات ہوئی تھی۔

لکھنؤ میں محکمہ کوکارخانہ کاغذسازی کے ایک یورپین ملازم نے کام پر سے واپس آکر خودکشی کرلی۔ میم صاحبہ سے کچھ تکرار ہوگئی تھی۔ یہ کہکر کہ "میں اس روز روز کی فضیحت کا جھگڑا ہی کاٹے دیتا ہوں" خانصاحب نے ایک بڑی بوتل لیکر پی گیا۔ بیوی نے ہر چند بوتل چھیننے کی کوشش کی مگر عجلت چھین جھپٹ میں تیزاب کے گرنے سے صاحب کی ناک اور میم کی باہ بھی جلگئی۔

سر ولیم ویڈربرن صاحب سابق ممبر پارلیمنٹ نے پنجاب زراعتی کانفرنس کا پروگرام بڑے شوق سے پڑھا۔ اور اسبارہ میں اپنی رائے حسب ذیل ظاہر کی:۔ "ایسی باتوں کا چرچا بالضرور فائدہ کا موجب ہوگا۔ زراعتی بنکوں کے قیام سے ہمیں خاص دلچسپی ہے کیونکہ ہندوستان میں کسی قسم کی بہبودی نہیں ہوسکتی تاوقتیکہ مزارعین کو قرضہ کے بوجھ سے سبکدوش نہ کیا جائے۔ اور معقول شرط پر انہیں سرمایہ سے امداد نہ دیجائے۔ ہم نے رسالہ ایشیاٹک ریویو میں اس پر حال ہی میں ایک مضمون لکھا ہے جسکا امید ہے کہ عمدہ اثر پیدا ہوگا۔"

اخبار ہذا کے ناظرین میں سے ایک صاحب نے وفات قیصرہ مرحومہ اور تخت نشینی اعلیحضرت شاہ ایڈورڈ ہفتم کی تاریخ ان فقرات سے نکالی ہے (۱) شادی و غم توام ہیں بھائی = ۱۹۰۱ء (۲) غم وکٹوریا نمبودہ محزوں = ۱۹۰۱ء۔

چیمبرلینز کالک کلرا اینڈ ڈائرھیا ریمیڈی C. & C. C. & D. Remedy یعنے چیمبرلین صاحب کی دوائی قولنج و ہیضہ و اسہال ان امراض کیلئے اکسیر حکم رکھتی ہے۔ حکمی شرطیہ شفا بخشتی ہے ہیشہ سے ہر ہر دسہ کر سکتے ہیں۔ معدہ کی تکلیف۔ سوءہضمی وغیرہ وغیرہ کی فوراً نجات چاہتے ہو تو جرأت ہو ایک استعمال کرو۔ یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر سے ملیگی

اسلامی خبریں

ایک فہرست اخبار لکھتا ہے کہ پندرہویں صدی میں ترکونکی بحری طاقت نہایت زبردست تھی جس سے وہ اس قابل تھی کہ آبنائے باسفورس اور بحیرۂ روم کے ساحلی علاقوں کو قابو میں رکھ سکتے تھے۔ اسیطرح سلطان حال کی اب بھی یہی خواہش ہے کہ ترکونکی قوم کا موجودہ صیغہ بحری ایسی ہی نمایاں وقعت و شوکت حاصل کرے"۔

مدراس کو مقلد اور غیر مقلد مسلمانوں میں ایک فساد عظیم برپا ہوتے رہگیا۔ خیر گذری کہ پولیس کو پہلے سے خبر پہنچگئی تھی جس نے بڑی پھرتی سے بلوہ کو روکدیا۔ افسوس! ہمارے مسلمان بھائیونکو ابھی آپسکی کٹا جھنی سے ہی فرصت نہیں۔ پھر بھلا ترقی کی دوڑ میں ہمسایہ قومونکے ساتھ قدم بڑھانیکا خیال آئے تو کیونکر؟۔

مراکو اور فرانسیسی مقبوضات الجزائر کی حدبندی سے متعلق فرانس اور سلطان مراکو کے مابین جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا تھا مگر جب فرانس نے دیکھا کہ سلطان اسکے مطالبات کو کسی عنوان منظور ہی نہیں کرتا تو لاچار اپنے دعاوی سے ہاتھ اٹھایا اور اسمعاملہ میں سلطان پر مزید زور دینے سے باز رہا۔

افریقہ میں اسلام بفضلہ نہایت تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ قدیم کالابار دارالخلافہ جنوبی نائیجیریا میں سر ہالف سور صاحب وہاں نے ایک جدید مسجد تعمیر کرائی ہے جو اصل میں تو عساکر حوضہ کیلئے بنی ہے مگر مسلمان تاجرونکو بھی اسمیں نماز ادا کرنیکی اجازت ہوگی جنکی تعداد گذشتہ پانچسال کے عرصہ میں اللہ کی عنایت سے بہت بڑھگئی ہے مسلمان بچوں کیلئے یہاں ایک گورنمنٹ سکول بھی قائم ہوا ہے۔

ناظرین کو یہ تو معلوم ہوگا کہ حضور قیصرہ مرحومہ کی اردو فارسی معلم اور انڈین سیکرٹری آگرہ کی ایک مسلمان بیبی حافظ عبدالکریم صاحب تھے مگر انکے علاوہ آپکے ملازم خاص ابھی جو ہر دم آپکی خدمت میں رہا کرتے تھے۔ خواہ حضور قیصرہ اپنے عظیم الشان پایہ تخت میں ہوں یا کسی غیر جگہ۔ وہ مسلمان ہی تھے جنکے نام ہاجی نامی احمد خان اور غلام مصطفےٰ ہیں۔ ایک اور مولوی صاحب بھی ہز مجسٹی کے ہندوستانی خدام میں تھے۔

مسلمانانِ چین کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اک بڑی دلیر اور شجاع قوم ہے زیادہ تر یہ لوگ ملک چین کے مغربی حصہ میں پائے جاتے ہیں۔ صوبہ یونن میں انکا بڑا رسوخ ہے۔ باوجود مذہب سے مسلمان ہونیکے عادات و اطوار اور رسوم و رواج میں وہ مغلوں کی دو قبائل پونداد اور ڈنگن سے بہت کچھ ملتے جلتے ہیں۔ قوم تھینگ کی بغاوت پھوٹنے پر وہ اپنے دشمنوں کے ساتھ بڑی جوانمردی و جانبازی سے لڑے اور آخر انہیں مغلوب کر کے چھوڑا۔ اصل نسل ان مسلمانوں کی ترکستان سے نکلی ہے۔ ابتدا سے یہ لوگ پکے عقائد اہلسنت و جماعت کے پیرو ہیں۔

لورپول کے برٹش مسلمانوں نے عید سعید کی مبارک تقریب پر بڑے جوش اور خلوص دل سے خوشی منائی ملکہ معظمہ کی سلامتی کے لئے خاص دعا مانگی گئی۔ اعلیحضرت سلطان المعظم اور شاہ ایران کے ساتھ وفاداری و عقیدت کا اظہار کیا گیا۔ تیسرے پہر کو طلبا لورپول مسلم کالج اور دارالیتامیٰ کے معصوم بچے عجیب دلکش آن بان سے بازاروں میں مارچ کرتے ہوئے شیخ الاسلام عبداللہ کو ئیلم کے دفتر اور عثمانی قونصل جنرل کے سفارتخانہ کو گئے اور ممدوحین کو عید مبارک کہا۔ ایک پرتپاک استقبال کے بعد میووں مٹھائی وغیرہ سے ان بچونکی تواضع کیگئی۔ شام کو لورپول مسلم انسٹیٹیوٹ میں ایک جلسہ اسلامی منعقد ہوا جسمیں حاضرین کی تعداد معقول تھی۔ یہ ساری باتیں خورمی و شادمانی کی ہو رہی تھیں۔ مگر افسوس کہ جلسہ شروع ہوئے ابھی تھوڑی ہی دیر گذرنے پائی تھی کہ وفات ملکہ معظمہ کی منحوس خبر آگئی جس نے فوراً ان خوشیونکو ہجوم غم سے مبدل کر دیا۔ صدر شیخ الاسلام نے حاضرین کو مخاطب کر کے اس حادثہ کے متعلق ایک پُر درد اور موثر تقریر کی۔ پھر ایک ریزولیوشن پاس ہو کر فی الفور بادشاہ سلامت کنگ متعین ٹش مسلمانونکیطرف سے ہمدردی و تعزیت تار بھیجا گیا۔

ترکی توپخانہ کیلئے گھوڑونکی ایک کثیر تعداد خریدی جانیکو ہے۔ اس غرض کے لئے متعدد ایجنٹ مختلف مقامات کو روانہ کئے گئے ہیں۔

اعلیحضرت خلافت پناہی نے ایک فرمان خاص بنام حکام متعینہ سٹیشن ہائے قرنطینہ بدیں مضمون نافذ فرمایا ہے کہ حجاج بیت اللہ شریف کیساتھ سلوک و برتاؤ کرنے میں نہایت احتیاط سے کام لیں اور جہانتک ہو سکے انہیں ہر طرح کی مدد دیں۔ عازمان حج میں جو مستورات ہوں انکا طبی ملاحظہ صرف لیڈی ڈاکٹر ہی کر سکیں۔ مرد انکا اسکی ہرگز اجازت نہیں۔ تمام مقامات قرنطینہ میں نمایاں موقعوں پر اس مضمون کا اعلان چسپاں کرائے گئے ہیں۔

برلن میں امسال جو کانگرس منعقد ہونیوالی ہے اسمیں شریک ہونیکے لئے گورنمنٹ جرمنی نے بالجملی سے استدعا کی ہے کہ اپنا بھی کوئی ریپریزنٹیٹو بھیجیں۔ اس کانگرس کیساتھ ایک عظیم الشان نمائش بھی ہوگی جسمیں آگ بجھانیکا سامان اور سمندروں میں ڈوبتے ہوؤنکی جان بچانیکے عجیب و غریب آلات بھی دکھائے جائینگے۔

تبریز کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ گورنمنٹ ایران کا ارادہ ہے کہ ترکی ساخت کی جو اشیاء تجارت ایران میں آتی ہیں انکی محصول درآمد میں معقول تخفیف کر دیجائے۔ بصورت موجودہ اشیاء براہ راست ٹرکی سے ایران نہیں آتیں۔ بلکہ یورپین تاجر انکو لاتے ہیں مگر انکی ضرورت ایرانیونکو بھی ہوتی ہے۔ پس اگر محصول میں مناسب کمی کر دیگئی تو پھر ٹرکش سیڈ اشیاء ٹرکی سے سیدھی ایران کو بلا دقت آجایا کرینگی۔ اور اسطرح ایران میں وہ نسبتاً ارزاں دستیاب ہو سکا کرینگی۔ اس تجویز سے (خدا اسمیں پوری پوری کامیابی دے) دو فوائد حاصل ہونگے۔ اول تو یہ کہ قلمرو عثمانیہ کا تجارتی مال ایک دوسری عظیم الشان اسلامی سلطنت میں اکثر رواج پائیگا اور طرفین کی منفعت کا موجب ہوگا۔ دوم یہ کہ ترکوں اور ایرانیوں میں اتحاد و ارتباط بڑھیگا۔ اللّٰھم زد فزد۔

افسوس کہ جناب حاجی حمید صاحب رئیس شہر وانمباڑی ضلع سلیم احاطہ مدراس بتاریخ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۰۱ء ۶ بجے شام کے وبائے طاعون سے وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپکی عمر ۵۱ سال تھی۔ خدا مغفرت کرے۔ اور آپکے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

بالجملی سے فرمان صادر ہوا ہے کہ بلاد شام دمشق اور یروشلیم کی حفاظت کیلئے ایک فوج تیار کیجائے جو شہر ہائے مذکورہ کو گرد و نواح کے آوارہ گرد قزاقوں کی تاخت و تاراج سے بچائے اس فوج میں بہرتی ہونیکو قسطنطنیہ سے جوان بھیجے جائینگے۔

جریدۃ المعلومات رقمطراز ہے کہ ۱۶ جنوری تک ۱۲ ہزار عازمان حج براہ جدہ مکہ معظمہ میں پہنچ چکے تھے۔ ارض روم کے قائم مقام رسی قونصل پر اور نیز تین کاروانوں پر کردوں نے جو حملے کئے تھے انکے متعلق رسمی نوٹ کے جواب میں بالجملی نے لکھا ہے کہ پیشل فوجی عدالت خاص موقع وارداتِ پر اجلاس کر کے مجرم پارٹیونکو جرم کی تحقیقات کریگی۔

تمام قلمرو عثمانیہ میں آئندہ کیلئے دفاتر سرکاری کی یا عدالتی زبان ترکی قرار پائی ہے۔ ہر قسم کی فوجی معاملات صرف اسی صورت میں قابل توجہ سمجھے جائینگے جبکہ انکے متعلق خط و کتابت ترکی زبان میں ہوگی۔

سلطان زنجبار قسطنطنیہ سے مراجعت روانہ ہو گئے ہیں۔ اعلیحضرت سلطان المعظم آپکے ساتھ نہایت خسروانہ نوازشات سے پیش آئے۔ اور وقت رخصت بڑے اعزاز و اکرام سے آپکو الوداع کیا گیا۔

مکہ معظمہ کو جو کاروان ہر سال قاہرہ سے روانہ ہوتا ہے سہ ماہ حال کو روانہ ہو گیا ہوگا۔

خالد نام شہور معروف ترکی پہلوان نے ہمبرگ میں ایک جرمن سے کشتی لڑی اور بفضل خدا اسپر غالب آیا۔

جامع حمیدیہ کربلا و واقع بغداد کے خطیب صاحب کو حسب الحکم سلطان المعظم تین سو پچاس روپیہ ماہوار صرف مسجد موصوفہ کی نگرانی و خبر گیری کا ملتا ہے۔

مقامات آفچیر و سلادہ کی درمیانی ریلوے لائن جو کچھ مدت سے بیکار پڑی تھی اب پھر درست ہو گئی۔ اور اسپر سلسلۂ آمد و رفت جاری کر دیا گیا ہے۔

طبیب کی ہدایت۔ اگر آپکے بچے کو کالی کھانسی نے دق کر رکھا ہو اور شب کو اور بھی زیادہ تکلیف دیتی ہو یعنی کہانستے کہانستے بچہ بیچارہ تو قے کر دیتا ہے اور گلا بیٹھ جاتا ہے تو اسکو فوراً ایمبرلین صاحب کی کف ریمیڈی (C. & Cough Remedy) دو اس کھانسی کا بار بار اٹھنا اور شدت تکلیف کم ہو جائیگی۔ سانس سہولت سے آنے لگیگا اور پھر جلدی ہی مرض بالکل جاتا رہیگا کالی کھانسی میں بے کھٹکے یہ دوا دیدو نتیجہ آرام ہوگا۔ شیخ فیروز الدین سوداگر ادویہ انگریزی ہال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے۔

تقدس مآب جناب ابراہیم صادق صاحب کی یادگار میں جو سالانہ عید ہوا کرتی ہے حسب الحکم وزارت مآب اندرون ٹرکی **کھانسی** زکام۔ انفلوئنزا وغیرہ کو بیخ و بن سے اکھیڑ پھینکنے میں چیمبرلین صاحب کی کف ریمیڈی (Chamberlain's Cough Remedy) نے چار دانگ عالم میں بڑی ہی شہرت پائی ہے ضرورت ہو تو آپ بھی آزمائش کر دیکھیں۔ شیخ فیروز الدین سوداگر ادویہ انگریزی ہال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے۔

ڑکی بتاریخ ۱۲ فروری حسب معمول نہایت دھوم دھام سے منائی گئی ہے۔

رفعت بے آفندی سفیر ترکی متعینہ لندن نے ۱۴ جنوری کو ایک شاندار دعوت دی جسمیں بہت سے انگریزی۔ جرمن اور فرنچ افسر شریک تھے۔

فہرست زر چندہ حجاز ریلوی میزان مندرجہ اخبار مورخہ ۲۵ فروری سنہ ۱۹۰۱ء الف ہزار روپیہ

حکیم محمد علی صاحب سکنہ ٹانک ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخان .. .. وعدہ ۱۴۰۰

منشی عبدالحکیم صاحب کمپونڈر سررشتہ ضلع الٰہ آباد محکمہ نہر گنگ .. .. صبہ ۲

بہ تفصیل ذیل:- سید ضامن علی ٹھیکہدار نہر گنگ۔ سید عالم علی ٹھیکہدار نہر گنگ سید بندہ حسن زمیندار موضع ٹیلا۔ خانون نامعلوم الاسم ساکن موضع اچروالی معرفت منشی انوار الحق۔ امام الدین۔ منشی عبدالغفار خان متفرق معرفت منشی انوار الحق۔ امین رفیع الدین منشی محمد صاحبین صاحب موضع رحمتی ڈاکخانہ کورتھا ضلع گیا .. .. صبہ ۲

معرفت سید جیلانی شاہ صاحب از ملبورن آسٹریلیا .. .. ۸ لیرے

منشی محمد شیر خانصاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس مونتہانہ قایم گنج .. .. الف ہزار روپیہ

میزان کل .. .. الف ہزار روپیہ

ہز اکسیلنسی والیسرائے بہادر نے حضور نظام (خلد اللہ ملکہ) سے چاہا کہ وکٹوریہ میموریل فنڈ کی وائس پریزیڈنٹی قبول فرمائیں چنانچہ حضور ممدوح نے بشکریہ اسکو منظور کیا اور دو لاکھ روپیہ اول عطیہ فنڈ کا دیا۔

مولینا شبلی نعمانی آجکل حیدرآباد میں جناب مسٹر عزیز مرزا صاحب منصرم ہوم سیکرٹری کے مہمان ہیں بقول ہمعصر ریاض الاخبار وہاں کی کوئی مذہبی پوسٹ ملیگی۔

افسوس کہ جناب قاضی نورالدین علی خانصاحب نائب وزیر ریاست بھوپال ۲۴ شوال کو انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ مغفرت کرے بڑے زندہ دل اور باوضع بزرگ تھے۔

صد شکر کہ ہمارے حاذق الملک حکیم ابوسعید عبدالمجید خانصاحب دہلوی کو خدا نے جلد ہی صحت بخشی۔ دہلی کی تمام مساجد میں آپکی صحت کیلئے دعا مانگی گئی تھی۔

مصری اخبارات آجکل ساری کے ساری جدید قیصر ہند کیجانب متوجہ ہیں۔ تاریخی حالات یاد دلا کر معاملات مصر میں ہز مجسٹی سے داد خواہ ہیں۔ منشا اصلی انکا تخلیہ مصر ہے محترم ہمعصر اللواء مصری اسمعاملہ میں ان جرائد کا لیڈر ہے۔

آستانہ علیہ میں صیغہ مالگذاری کی اصلاح و توفیر آمدنی کی تدبیر سوچنے کو اعلیحضرت کے حکم سے ایک کمیٹی قایم ہوئی ہے جو ہفتہ میں تین بار بمقام قصر یلدز اجلاس کیا کریگی۔

وزیر اعظم ٹرکی سے متعلق یونان کی شرقیہ ایجنسی نے جو افواہ اڑائی تھی بالکل غلط نکلی۔ آپکی طبیعت علیل ضرور تھی۔ مگر اب اس علالت سے بھی بفضل خدا بہت کچھ افاقہ ہے۔

مسٹر محمد اکبر صاحب اسمیتھول کالج کیمبرج یونیورسٹی سے لکھتے ہیں کہ "کیمبرج یونیورسٹی میں آجکل بیس مسلمان طالبعلم ہیں جو اسلامی دنیا کے مختلف اقطاع سے آکر یہاں سکونت گزیں ہوئے ہیں۔ مسلمانان کیمبرج کے دماغ میں اتحاد اور باہمی مودت کو ترقی دینے کیغرض سے ایک اسلامی ایسوسی ایشن کا قیام ضروری سمجھا گیا چنانچہ اس غرض سے مسٹر فضل حسن صاحب کے کمرہ پر ایک میٹنگ منعقد ہوئی جسمیں بالاتفاق یہ ریزولیوشن پاس ہوا کہ مجوزہ انجمن کا نام "کیمبرج مسلم ایسوسی ایشن" ہو اور قوانین ضوابط کیلئے ان اصحاب کی ایک سب کمیٹی قایم ہوئی:- مسٹر فضل حسن۔ مسٹر بہجت دہبی۔ مسٹر سید محمد شریف۔ ۲۲ جنوری کو بموجب قرارداد کے تقریباً تمام ممبر مسٹر سلام خان کے کمرہ پر جمع ہوئے۔ اور ۱½ بجے بامامت مولوی علی حفیظ صاحب نماز عید الفطر ادا کیگئی۔ آپنے عربی میں خطبہ پڑھا۔ اور دعا کی۔ "منظر عید" کا فوٹو لیا گیا۔ پھر ناشتہ خاص اہتمام و تکلف سے کھایا گیا جسمیں ایم عبدالعلی۔ عبدالرحیم خان۔ حاجی بھائی۔ فضل حسین۔ مسٹر افلاطون۔ علی حافظ۔ مسٹر اکبر۔ بہجت دہبی۔ مسٹر حامد۔ حیدر بیگ۔ عشرت حسین۔ محمد اسمٰعیل۔ محمد شریف۔ سلام خان۔ اور شہید حسین وغیرہ صاحبان شریک تھے۔ ناشتہ کے بعد ایک اور جلسہ ہوا جسمیں ضوابط تجویز ہوئے۔ اور عہدہ داران انجمن منتخب کئے گئے

ممبران ایسوسی ایشن ہذا مختلف اقوام سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً بعض ہندی ہیں بعض عرب۔ بعض سارا سین نژاد علی ہذا القیاس مصری و ملائی وغیرہ وغیرہ۔ یہ مسلمانان دنیا میں ایک عالمگیر اخوت ہونیکا صریح ثبوت ہے جس پر ٹرکی اسلام اپنے پیروؤں کو ہمیشہ تاکید تعلیم دیتا ہے۔ اب انجمن موصوفہ جمعہ کو جمعہ برابر باقاعدہ جلسے ممبروں کے کمرہ پر باری باری منعقد کرتی ہے جنمیں اسلامی مضامین پر لکچر سنے جاتے ہیں۔ یہ امر بھی ناظرین کیلئے خالی از مسرت نہ ہوگا کہ شیخ الاسلام جزائر برطانیہ مسٹر عبداللہ کویلیم نے اس انجمن کے قیام پر اظہار خوشنودی فرما کے لورپول سے کیمبرج تشریف لاکے اور بغرض افادہ ممبران ایسوسی ایشن دین اسلام سے متعلق لکچر دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ تقرر اراکین کے بعد سب سے پہلا باقاعدہ جلسہ ۲۵ جنوری کو نہایت کامیابی سے منعقد ہوا۔ جسمیں "اسلام" پر مسٹر اکبر کا قابل قدر مضمون پڑھا گیا۔ دوسرا جلسہ ۱ فروری کو منعقد ہوا جسمیں مولینا بہجت دہبی نے جو ایک فاضل عرب ہیں "اسلام اور ٹرکی" پر ایک قابلانہ مضمون پڑھا۔ بعدہ پروفیسر برون صاحب نے "زوال خاندان امیہ" پر ایک مبسوط مضمون پڑھا۔ بڑی خوشی کا مقام ہے کہ مسلمانان کیمبرج کی ایک ایسی ہونہار انجمن قایم ہوگئی ہے۔ جو انشاء اللہ نہایت ہی مفید اور بابرکت ثابت ہوگی اور جس سے آئندہ آنیوالی طلباء کیمبرج یونیورسٹی کو بہت سے دینی فائدہ پہنچنے کی توقع ہو سکتی ہے۔ تمام حامیان اسلام اور بہی خواہان ملت خیر الانام کی یہ دلی دعا ہونی چاہیئے کہ خدا اس انجمن کو خاطر خواہ کامیابی دے اور لورپول کیمبرج کے مسلمانوں میں رابطہ اتحاد برقرار رکھے جسکی برکت سے مقدس دین اسلام جزائر برطانیہ میں دن دونی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین۔

مصری گزٹ مورخہ ۱۰ فروری لکھتا ہے کہ ہز ہائنس سلطان محمد احمد عماد الدین اسکندر والی مالدیپ ۵ فروری کو سویز پہنچے۔ آپکے ساتھ آپکی سلطانہ محترمہ بھی ہیں۔ اور ۴۰ کس دیگر خدام و متعلقین ہیں۔

شاہ کجکلاہ ایران جب بتقریب سیاحت قلمرو عثمانیہ میں تشریف لیگئے ہیں اسوقت ہز مجسٹی اور اعلیحضرت سلطان المعظم کی جو قرارداد اسبارہ میں ہوئی تھی کہ ایرانی طلباء مدارس عثمانیہ میں تعلیم پانیکے لئے بھیجے جائینگے۔ اسکے مطابق دس نوجوانان ایران کی روانگی قسطنطنیہ تو سابقاً درج اخبار ہو چکی ہے۔ اسی ضمن میں اب دبستان ایرانیان واقع قسطنطنیہ سے پانچ طلبا سلطانی مدرسہ طبی میں داخل کئے گئے ہیں۔

دولت عثمانیہ نے جو سامان حرب جرمنی کارخانہ کروپ سے بنوایا ہے اسکی قیمت کی بابت واردات عثمانی بنک کو حکم ہوا ہے کہ اسی ہزار پونڈ ترکی سے کچھ اوپر ہوا حکم سلطانی ہوا ہے کہ یہ رقم ادا ہو کر کام شروع کرا دیا جائے۔

علاقہ حجاز کی زمین میں چونکہ از قسم غلہ وغیرہ کوئی پیداوار نہیں ہوتی اسلئے حکومت عثمانیہ کی ہر ایک ولایت سے مختلف اجناس و اشیاء ہر سال حجاز کو بھیجی جایا کرتی ہیں۔ چنانچہ ولایت بصرہ سے اس دفعہ ۶ لاکھ قفیہ گندم اور جو روانہ حجاز کئے گئے ہیں۔

ولایت یمن کے جمیع اہالیان و اہلکاران سرکاری بڑے شوق اور گرمجوشی سے حجاز ریلوے میں چندہ دے رہے ہیں۔

حجاز ریلوے پر کام کرنیوالے مزدوروں کی اجرت تقسیم کرنیکے لئے ایک کمیٹی قایم ہوئی ہے جو جا بجا دورہ کر کے مزدوری تقسیم کریگی۔ شام کیطرف سے اسکے ارکان ابراہیم ادہم بیگ قایم مقام اور سلیمان آفندی بین باشی منتخب ہوئے ہیں۔

توپخانہ عامرہ نے ۹ توپیں ۵ و ۷ سنٹی میٹر کی تیار کی ہیں جو نہایت تیزی سے تبدیل کرتی ہیں۔ عنقریب چھ اور توپیں صحرای طیار ہونگی۔ فرمان سلطانی صادر ہوا ہے کہ چھاونیوں کی تمام توپیں جو مرمت طلب ہو گئی ہوں بغرض درستی توپخانہ عامرہ میں بھیجدی جائیں۔

دار الحدیث سلیمانیہ کا انجنیر محکمہ تعمیرات نے ملاحظہ کیا اور اسکو مرمت طلب پاکر مصارف ترمیم و اصلاح کا اسٹیمیٹ بنایا۔ جو چھ ہزار پونڈ ترکی سے کچھ اوپر ہوا حکم سلطانی ہوا ہے کہ یہ رقم ادا ہو کر کام شروع کرا دیا جائے۔

کوئین ولہلمینا ملکہ الینڈ نے توفیق پاشا وزیر صیغہ خارجیہ کو درجہ "شیر ببر" کا مرصع تمغہ ارسال کیا ہے۔

اعلیحضرت سلطان المعظم نے ملکہ کی شادی کی موقعہ پر جو ۷ جنوری کو ایک جمعہ مبارک میں ہوئی تھی بڑی دھوم دھام سے ہوئی برتہ تبارکیہ دیجی تھی۔

قلمرو عثمانیہ میں اسوقت ۱۴۱۵ کیلومیٹر (کیلومیٹر ۱ = ۰.۶۲ میل) ریلوے جاری ہے اور ۸۸۰ کیلومیٹر باجگذار ریاستہائے ٹرکی میں ہے۔

قسطنطنیہ کے پاس ایک قصبہ میں ایک یونانی کے ہاں ٹھارواں لڑکا پیدا ہوا ہے جو ۱۸ اکتوبر ۱۸ اسوقت زندہ ہیں۔ لڑکی اس شخص کی

محاربہ سر انسوال

لنڈن ۲۱ فروری۔ بوتھا آرمیلہ ۔ سٹینبرگ کے درمیان ہے اور لوکس میراون بوئیروں کی کمان پر ہے جنکا جنرل فرنچ مقابلہ کر رہی ہیں ہاؤس آف کامنز میں مسٹر بالفور نے مسٹر ڈلن کے ان الزامات کی تردید کی جو بیاہ میں تھے کہ جنوبی افریقہ میں برٹش سپاہ نے بوئیروں کی فارموں کو اس سرے سے اس سرے تک بے محابا آگ لگا کر پھونکدیا اور کہا کہ ہماری افواج نے اس معرکہ میں ایسی ہی انسانیت سے کام لیا جیسا کسی اور جنگ میں لیا گیا ہوگا۔ بلکہ اس سے کچھ زیادہ کوماٹی پورٹ میں جن بارہ سو بوئیروں نے ستمبر میں اطاعت قبول کر لی تھی انہیں جہاز میں بٹھا کر اپنے ملک پرتگال کو بھیجدیا ہے۔ انگلو بنیڈ ریجمنٹ میں دو ہزار سپاہ روانہ کیجائیگی ایکہزار کانٹیبل کال بھیجے جا چکے ہیں۔ آلڈرشوٹ میں حکم چڑھا ہے کہ سات توپخانہ اور کیپ کو روانہ کئے جائیں۔ ۲۸ فروری۔ وارآفس نے دشمن کی جگہہ پندرہ ہزار یومینری فوج بھرتی کرنیکی منظوری دیدی ہے۔ ولمور کے قریب بوئیروں کا ایک کیمپ ۴۰ بوئیر مع سامان رسد کے گرفتار ہوئے۔ لارڈ کچنر ۲۵ فروری تک یہ چیزیں دشمن کی اور گرفتار کیں۔ ایک کیپ کی توپ۔ ایک ہوئٹزر (چھوٹے قامت کی ہلکی توپ) ایک سکیم توپ۔ بہت سی رائفلیں اور کارتوس گھوڑے۔ بھیڑیں دیگر مویشی اور چوپائے۔ بوئیروں کا یہ نقصان ہوا۔ ۴۰ مقتول ۵ مجروح ۲ سو مطیع۔ برٹش نقصان صفر۔ ڈیوٹ اور سٹین اپنا اور ہر نزدگ کا بڑا سارا لشکر لیکر دریائے اورنج کے جنوبی کنارہ پر خیمہ زن ہیں۔ دریا ابھی تک بدستور چڑھا ہوا ہے۔ سٹینڈرڈ کا نامہ نگار ڈیلیہ لکھتا ہے کہ رسی جہاز "خرسون" کی کمانڈر کو گورنمنٹ روس نے اسبات پر سخت چشم نمائی و ملامت کی ہے کہ جو پانچ بوئیر قیدی کو لمبو میں کمٹو نیا نام سٹیمر سے نکل بھاگے تھے تم نے انکو کیوں اپنے جہاز پر چڑھا لیا تھا؟ یکیم مارچ۔ تازہ ترین خبر یہ کہ ڈیوٹ ابھی فلپٹاؤن کے شمال مشرقی علاقہ میں نقل و حرکت کر رہا ہے۔ دریا اورنج اب اترتا جاتا ہے۔ غنیم کا ایک لشکر کو لسبرگ کیطرف نکلا جا رہا ہے۔ جنرل پارسنز نے شیر کی فوج کو تتر بتر کر دیا ہے بہت سے آدمی اور گھوڑے گرفتار کئے یہ ۲۷ کا واقعہ ہے۔ سالسبری پلین پر خاص فوج سوارہ کی بارگیر مکمل ہو چکی ہیں اور اب وہاں چار نئی کمپنیاں میدان کارزار کیلئے تیار ہو رہی ہیں۔ کل لنڈن میں یہ خبر اڑی کہ بوئیروں کا نامی جنرل بوتھا نے ہمارے لارڈ کچنر بہادر کی اطاعت قبول کر لی۔ جس سے شہر میں بڑا جوش پھیل گیا ہے ہر جگہہ اسی کا چرچا تھا مگر اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔ ہاں بقول ڈیلی نیوز اسبارہ میں ۳ سو پیام تو البتہ ہو رہے ہیں۔ ۲۔ مارچ۔ سر آلفرڈ ملنر گورنری افریقہ کا چارج لینیپر پیٹوریہ کو گئے ہیں۔ اور کیپ ٹاؤن میں انکی جگہہ سر ڈبلیو ہچنسن ہائی کمشنر ہونگے۔ لارڈ کچنر تار دیتے ہیں کہ دریائے اورینج پر ہماری فوج نے ڈیوٹ کو دبا لیا اور اسکی دو سو آدمی گرفتار کئے۔ اور ابھی اور گرفتار ہو رہے ہیں۔ کچنر سکوٹس نام جاسوس دستہ کی اسی آدمی بوئیروں نے گرفتار کر لئے کیونکہ دشمن کی جمعیت ایک تو پہلے ہی ان سے زیادہ تھی۔ دوسرے انکے ۲۰ آدمی ضائع ہو جانے سے اور بھی زور گھٹ گیا تو بجز ہتھیار ڈالنے کے چارہ ہی کیا تھا۔ ادھر تو کرنل پلومر نے لگاتار بوئیروں کا تعاقب کر کے انکا استقلال سے کیا۔ اور ادھر ہماری افواج نے متفق ہو کر بڑی چستی و پھرتی سے نقل و حرکت کی نتیجہ یہ کہ ڈیوٹ کو اسکے منصوبے جو دھاوے کے متعلق تھے خاک میں ملگئے۔ حملہ آور دستے جنکا اخیر مقابلہ ۵ فروری کو کیا تھا۔ اسکے بعد سے تو وہ حواس باختہ ہو کر کیطرح بھاگتے پھرتے ہیں۔ انکی جمعیت فقط ایکبار سا نوٹھی ہوئی تھی پھر تو ایسی تتر بتر ہوئی کہ اب تک اسکا شیرازہ بکھرا ہوا ہے۔ ۳۔ مارچ۔ اخبارات میں لارڈ کچنر کے اس مشتبہ بیان پر نکتہ چینیاں ہو رہی ہیں کہ دریائے اورینج پر ڈیوٹ کو ہماری فوج نے جا دبایا۔ کیونکہ یہ بیان صرف ایکطرح سے تو جزوی طور پر صحیح ہے باقی اسبات پر بڑی حیرانی اور مایوسی ہے کہ اگر اسکو دبا لیا تھا تو پھر گرفتار کیوں کر لیا۔ اور اسکو لشکر کو غارت کس وجہ سے نہ کیا۔ مزید براں یہ کہ دشمن کی منتشر دستے ابھی تک کیپ میں موجود ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ متواتر ناکامیاں سے ڈیوٹ کچھ دیوانہ سا ہو گیا ہے اور چاہے جسکو پکڑوا کر کوڑوں سے پٹوانے لگتا ہے۔ چنانچہ اس سلوک سے دق ہو کر بہت سے آدمی اسکا ساتھ چھوڑتے جاتے ہیں۔ فکسبرگ سے آتی ہوئی ایک بڑی سپتیرول (دستہ تنگدر) کا بوئیروں سے مقابلہ ہوا جسکے بہت سے مویشی ہماری سپاہ کے ہاتھ آئے۔ ۸ برٹش سپاہی زخمی ہوئے۔ ۴ مارچ کو لسبرگ سے نامہ نگار ریوٹر کی مراسلت مورخہ یکم مارچ مظہر ہے کہ ڈیوٹ اور سٹین ۱۵۰۰ سو آدمیوں کے کل بمقام للی فونٹین جو تباہ شدہ کو لسبرگ برج (پل) کے قریب واقع ہے دریائے اورینج کو عبور کر گئے۔ ہماری کو لونیل فورس کے ۸ سکوٹ (جاسوس) گھات میں چھپے ہوئے تھے انہوں نے دشمن پر خوب آگ برسائی اور اسکی کئی آدمی ہلاک کئے۔ ادھر سے ہماری فیروں کا جواب نہیں دیا گیا۔ باوجودیکہ دریا چڑھا ہوا تھا اور بڑے زور سے بہ رہا تھا۔ پھر بھی بوئر خدا جانے کس جتن سے ۸ گاڑیاں اپنے ساتھ لیگئے۔ مگر ۵ گاڑیاں اور بہت سے گھوڑے انہیں چھوڑنے ہی پڑے للی فونٹین کا ایک کسان بیان کرتا ہے کہ سٹین بالکل خستہ حال معلوم ہوتا تھا اور اسکا سارا لشکر کفن پھاڑ بھوک کی مار مر رہا تھا۔ دریائے سی کو پر ۳۲ بوئیر اور انکے ۵۰ گھوڑے گرفتار ہوئے۔ ٹارنل نے مقام ڈائیٹر سبرگ پر دشمن کی ایک بھاگیس توپ پکڑی جہاں بوئیر برابر ہتھیار ڈال رہے ہیں۔ ایضاً بوقت نیم شب۔ ایک سرکاری مراسلت مظہر ہے کہ فلپوولس پر ڈیوٹ کا آگا روک لیا گیا۔ اسوا سطے وہ اب فورستھ کیطرف کوچ کر رہا ہے۔ بعد کی خبر لینڈ فونٹین میں جنرل ہنگیٹن نے ایک توپ گرپ اور ایک پوم پوم مع گولے بارود کے زمین میں دفن کی ہوئی نکالی۔ ۶ مارچ ریوٹر کا نامہ نگار پریٹوریہ لکھتا ہے کہ اب یہاں کچھ ایسے آثار نمایاں ہیں جنسے جلدی ہی خانہ جنگ کی توقع ہو سکتی ہے اور یقین ہے کہ شرائط صلح کی تحریک دشمن کی ہی طرف سے ہوگی سر الفرڈ ملنر پریٹوریہ پہونچگئے۔ ڈیوٹ نے پھر فلپوولس کیطرف رخ کیا ہے ۳۰۰ بوئیروں نے ابرڈین پر حملہ کیا تھا مگر چار گھنٹے تک جنگ ہوتی رہی اور دشمن پسپا ہو گیا کیپ کالونی میں کئی مقامات پر چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں ۸ مارچ۔ ہوس آف کامنز میں ان ہوا کہ گورنمنٹ کی اور بوتھا کی درمیان کچھ بات چیت ہو رہی ہے مگر ابھی اسکی نسبت کچھ کہا نہیں جا سکتا کہ نتیجہ اس گفتگو کا کیا ہوگا۔ ڈیلاری لیجنبرگ پر حملہ کر رہا ہے جہاں نارتھ لینڈ فیوزیلیرز کے میجر فلچر اور لفٹننٹ بل صاحب دونوں مارے جا چکے ہیں اب لارڈ کچنر نے اسطرف کو کمک بھیجی ہے۔ ڈیوٹ اور سٹین ایکدوسرے سے جدا ہو گئے ہیں ڈیوٹ تو پیٹرزبرگ کیطرف بڑھ رہا ہے اور سمتھ فیلڈ کیطرف ۹ مارچ۔ لارڈ کچنر ۲ فروری کو کمانڈنٹ بوتھا اور دیگر بوئر لیڈروں سے ملبرگ میں ملاقی ہوئے نتیجہ نامعلوم۔ لیجنبرگ پر ڈیلاری پسپا کیا گیا مگر اس مقابلہ میں جنرل کولیری مارا گیا اور جاں

محاربہ چین

لنڈن یکم مارچ جنرل گسلی نے حکم دیا ہے کہ چار ہزار سپاہ بالکل تیار رہے تاکہ اگر ضرورت پڑے تو بہت جلد چین روانہ کی جائے۔ ٹائمز کا نامہ نگار پکن لکھتا ہے کہ جاپان اور انگلستان کے علاوہ اور سبھی سے زیادہ طاقتوں نے اسبات پر چین سے اختلاف ظاہر کیا ہے کہ منچوریا کی بابت پیٹرزبرگ میں بالا بالا کیوں بات چیت ہو رہی ہے۔ کیونکہ آخر ساری ہی طاقتوں کا قدم درمیان میں ہے یہ تو نہیں کہ اکیلے روس اور چین میں ہی آپس کی کوئی بات ہو جائے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ سمندر فرنچ سپاہ مارچ میں فرانس کو واپس چلی جائیگی۔ ۲ مارچ سفراء دول متعینہ پکن ان سے اپنی عہد داروں کی فہرست مرتب کر رہے ہیں جنکو سزا ہونی چاہیے جرمنی انگلستان اور جاپان نے دربار چین پر اعتراض کیا ہے کہ یہ ٹھیک نہیں کہ متہمی جائیں دربار ہی زخیر علاقہ وجد اجد اعہدناموں کو تین تیرہ کر دی جائیں گو در اصل یہ اعتراض روسی چینی عہدنامہ منچوریا پر ہے۔ ۴ مارچ ٹائمز کا نامہ نگار پکن لکھتا ہے کہ برطانیہ جاپان جرمنی آسٹریا اٹلی اور اضلاع متحدہ امریکہ نے منچوریا کے معاملہ میں دربار چین سے اختلاف کیا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ چین غالباً روس کی ہی مانیگا سٹینڈرڈ کا نامہ نگار ٹینٹسن بیان کرتا ہے کہ کونٹ وان والڈرسی نے مہم سے متعلق انچارج آرڈر کی تجدید کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ مہم تاتار نکلو روانہ ہو جائے برٹش کنجنٹ فوج کی کمان پر کرنل گمنگز ہونگے اور ممکن ہے کہ پکن سے جلد ہی کی تیاری کر رہی ہیں۔ یہ ٹشر حال کی تجاویز کی مطابق موسم گرما مقام پٹیا ہو میں گزاریگی۔ اور وہاں سے ہندی افواج بتدریج واپس بلا لیجائینگی۔ سفارتکارڈ کا طور پر صرف ویلز کی فیوزیلیرز فوج وہاں چھوڑی جائیگی۔ جبتک سرما ہے سوقت تک ہندی فوجیں پلوکی حفاظت کرینگی۔ جاپان نے چین کو نوٹس دیا ہے کہ اگر روس کو ملکگیری کا فائدہ اٹھانے دیا گیا اور تجارتی حقوق بھی ملے تو ہم بھی اتنے ہی فوائد کے وعدہ دار ہیں۔ ۵۔ ایم ڈیلکاسی وزیر خارجہ فرانس نے فرنچ چیمبر میں کہا کہ مہم چین میں فرانس بغیر کسی معقول کے شریک نہیں ہوئی جاپان نے دربار چین کو متنبہ کر دیا ہے یہ بھی جتایا ہے کہ اگر بنی کسی خاص طاقت سے کسی خفیہ عہد پیمان کرلے اور باقیوں کی پروانہ کی جو ہرگز ٹھیک نہیں تھا یاد رکھو کہ دیگر دول بھی مساوی فوائد کا مطالبہ کرینگی جو واقعی انکا حق ہوگا ۸ مارچ کونٹ والڈرسی کیا وجوہات ہیں جو غالباً ۲۰ تاریخکو چین سے چلی جائیگی۔ روسی وزیر شاہنشاہی جائینگے جنرل گسلی نیوسوتھ ویلز کنجنٹ کا ملاحظہ کیا جو غالباً ۲۰ تاریخکو چین سے چلی جائیگی۔ روسی وزیر صیغہ خارجہ کہتا ہے کہ منچوریا کا معاہدہ روسی ملٹری اور چینی سول حکام کے درمیان ایک وقتی کا سمجھوتہ ہے۔ ورنہ روس بوقت ضرورت منچوریا کو چھوڑ دینے میں دول عظام کے متفقہ عہد پیمان کو کسیطرح نہیں توڑیگا۔

متفرق تار کی خبریں یکم مارچ۔ وکٹوریہ میموریل کیلئے گورنمنٹ بھی عنقریب پانچ لاکھ پونڈ کی منظوری چاہیگی۔ کل مس کرزن صاحبہ کی شادی ہوئی ۳ شاہ عالیجاہ کرونبرگ سے انگلینڈ کو روانہ ہو گئے ہیں حلف تخت نشینی میں جو الفاظ روسن کیتھولک عقیدہ کی خلاف تھے کنیڈا کے ہوس آف کامنز میں بھی انکی خلاف رزولیوشن پاس ہوا ۴۔ بادشاہ سلامت لنڈن پہنچگئے ایضاً کیپ ٹاؤن میں طاعون تری ہے کل ۴۰ سو ۴۰ سو لیسو نکی پانچ طاعونی لاشیں ۴۰ ۴۰ پڑی پائیں۔ امد آج ۱۱ تازہ وارداتیں اور ۴ موتیں جنمیں ایک یورپین عورت بھی ہے۔ ۲۔ مارسیلز میں جہاز کے مزدوروں نے ایکا کر کے کام چھوڑ دیا ہے۔ تمام کاروبار بند ہے ۳۔ اکثر جہاز مارسیلز میں آ کر لوگوں کی بھی مال اتارا اور جنیوا وغیرہ دیگر بندرگاہوں کو چلے گئے۔

مختلف خبرین

۱۹ کے عدد کو حضور قیصرہ مرحومہ کی ذات بابرکات سے ایک خاص تعلق رہا ہے۔ آپ کا نام نامی "وکٹوریہ الگزینڈرینہ" انیس انگریزی حروف پر مشتمل ہے۔ آپ انیسویں صدی کی ۱۹۔ میں پیدا ہوئیں۔ ۱۸۳۷ء میں بعمر ۱۹ سال تخت انگلستان پر جلوس فرمایا، ۱۸۳۷ کے ہندسوں کا مجموعہ بھی ۱۹ ہی ہوتا ہے۔ آپ نے پرنس البرٹ سے شادی کی وہ بھی ۱۸۱۹ء ہی میں پیدا ہوئے تھے۔

چین پر اور تو بیشمار مصیبتیں پڑ ہی رہی تھیں انکے ساتھ ہی قحط بھی آنا نازل ہوا۔ اور قحط بھی ایسا جبکہ تاریخ چین میں نظیر نہیں ملتی۔ صوبجات شان اور شانسی کی وہ تہائی آبادی کیلئے خوراک نام کو نہیں۔ اور نہ انہیں خریدنے کی استطاعت ہے۔ سردی کا یہ عالم کہ باہر نکلیں تو اکڑ کر مر جائیں۔ اور بھوک بھی سردی میں زیادہ لگتی ہے۔ ہیضہ پہلے ہی کمیاب تھا۔ اب لوگ مکانوں کی لکڑیاں اور کواڑ اکھاڑ اکھاڑ کر جلا رہے ہیں۔ بیل گھوڑے اور کتے جو زراعت میں کاشتکاروں کے کام آتے تھے سب مار مار کر کھا لئے گئے۔ ان دونو صوبوں میں بکی فصل ہوئی ہی نہیں۔ ذخیرہ جو تھا سب ختم ہو چکا۔ پرنس چنگ نے سیفرام یکہ کو لکھا ہے کہ حالت ناگفتہ بہ ہے عورتیں اور بچے بھیڑ بکریوں کیطرح بک رہے ہیں۔ بچونکا مار ڈالنا تو معمولی بات ہے ننھے ننھے بچے بھوک کے مارے روتے اور تڑپتے ہیں۔ ماں باپ سے جب یہ حالت نہیں دیکھی جاتی تو انکو مار ڈالتے ہیں۔ بازار میں اگر کوئی کچھ کھاتا ہو تو فاقہ کے مارے لوگ چیل کوؤں کیطرح جھپٹا مار کر چھین لیجاتے ہیں۔ لوگوں کی رنگتیں سیاہ ہو گئی ہیں۔ خون اور گوشت جسم میں نام کو نہیں رہا صرف ہڈیوں کے پنجر باقی رہگئے ہیں جنہیں دیکھکر خوف آتا ہے۔ فاقہ زدوں کی سوال اکثر اس قسم کے ہوتے ہیں "میری زمین خریدلو ورنہ مار ڈالونگا"۔ "روٹی کا ٹکڑا دو ورنہ تمہارے دروازہ پر مر رہونگا"۔ مائیں کہتی ہیں کہ "ہمارا بچہ لیلو اور ایک لقمہ روٹی دیدو"۔ مرد کہتے ہیں کہ "چند پیسے دو تو ہماری عورت عمر بھر آپکی لونڈی رہیگی"۔ مرد عورت غول کے غول تلاش رزق میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ جو کچھ حلق سے گذر سکے منہ میں ڈال لیتے ہیں۔ کھلنکی ذرا ذرا سی چیزوں پر فاقہ زدوں میں خونریز لڑائیاں ہوتی ہیں۔ ظاہر بلا سے بچائی۔ چین پر یہ وبال خدا جانے کن گناہوں کی سزا میں آیا ہے۔

برٹس فارن آفس کی معرفت اعلان کیا گیا ہے کہ یوکوہامہ کیحالت آجکل بباعث طاعون خطرناک ہے اور مینیلا واقع جزائر فلپائین جہاں طاعون پھوٹنے سے اب تک یعنی بارہ مہینوں سے زیادہ قرنطینہ رہا ہے اب وبا اندر کو سے پاک قرار دیا گیا۔

سیام کی گورنمنٹ کے ذمہ کوئی پبلک قرضہ نہیں ہے۔ شاہ سیام کی آمدنی ۳ کروڑ ۴۰ لاکھ پونڈ سالانہ سے بھی کچھ زیادہ ہے۔

سلطنت عظمیٰ برطانیہ اور اضلاع متحدہ امریکہ کے باہمی تعلقات مجموعی کا اندازہ ایک حد تک اس بھی ہو سکتا ہے کہ سالگذشتہ کی خط و کتابت میں برطانیہ کیطرف سے جہاں ..... ۶۵ چھٹیاں کل یورپ کیطرف لکھی گئیں وہاں ..... ۱۴۱ چھٹیاں صرف امریکہ کیطرف ارسال ہوئیں۔

پنسلوینیا واقع یونائیٹڈ سٹیٹس امریکہ کے ایک کول فیلڈ میں ۴۲ سال سے متواتر آگ لگی ہوئی ہے اور کہتے ہیں کہ ابھی کوئی دو برس تک اور اس آگ کے بجھانیکا کام جاری رہیگا۔ بہت کم امید ہے کہ وہ فرو ہو گی۔

کمبرلینڈ میں ایک شخص اکیاسی برس کی عمر کا ہو کر مرا ہے اس نے جو اولاد چھوڑی ہے اسکی تفصیل اسطرح ہے ۱۹ بیٹے۔ ۸۵ پوتے۔ ۱۵۰ پڑپوتے اور ۱۰۰ پڑپوتے۔ کل ۴۵۴۔ یہ سب تا حال زندہ سلامت ہیں اور سبھوں نے اپنے مورث اعلےٰ کی حیات میں تربیت پائی ہے۔

بقیہ متفرق تار خبریں شاہ عالیجاہ نے ڈیوک آف کارنوال اور ڈیوک آف یارک کو آسٹریلیا میں خطاب نائٹ عطا کرنیکے اختیارات عطا فرمائے۔ مارسلیز میں کوئلہ کھودنیوالے بہی مزدوران ہڑتال کے ایکے میں شریک ہو گئے۔ ہوس آف کامنز میں لارڈ کرین بورن نے بجواب ایک سوال کے کہا کہ عربی پاشا نے مصر کو واپس جانیکی اجازت کوئی نہیں مانگی اور اگر کوئی ایسی درخواست کیجاتی تو وہ گورنمنٹ مصر کے حوالہ کیجائیگی۔ قیصر ولیم برسمن میں گاڑی پر سوار ہوئے جا رہے تھے کہ ایک مزدور کاریگر نے لوہے کا ایک ٹکڑا انکی طرف پھینکا جس سے انکے رخسارہ پر خفیف سی کھرچ آئی۔ ۸ آجکی خبر ہے کہ رخسارہ قیصرہ کا زخم ہڈی تک پہنچا۔ جسکی وجہ سے آپ دو ہفتہ تک اپنے کمرہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔ ۸ رکیپ ٹون میں کل ۵ یقینی اور ۲ مشتبہ طاعونی واردا تیں اور ہوئیں۔ ایک واردات مقام سٹیلنبوش میں ہے۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے

اعلان

مویشیوں کے لئے کرایہ ریل میں رعایت

بیساکھی کے میلہ میں جو امرتسر میں ۶۔ اپریل سے ۱۵۔ اپریل ۱۹۰۱ء تک رہیگا۔ جو مویشی۔ گھوڑے۔ ٹٹو وغیرہ بیرونجات سے یہاں آئینگے یا میلہ میں سے خریدے جا کر بیرونجات کو لیجائے جائینگے وہ اکٹھے سات سات یا اس سے زیادہ تعداد میں بذریعہ گوڈس ٹرین (مالگاڑی) یا مکسڈ ٹرین (یعنی مسافروں اور نیز مال کی ملی جلی گاڑیوں) کے سوار کئے جائینگے اور ذیل رعایتی شرح کرایہ بتفصیل ذیل چارج ہوگی۔ یہ ملحوظ رہے کہ بصورت نقصان مال مویشی خود انکو مالکان ہی ذمہ دار ہونگے

رعایتی شرح کرایہ

گھوڑے۔ ٹٹو وغیرہ کے لئے فی گاڑی فی میل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۴/

سینگ والے چوپائے یعنے گائے بھینس وغیرہ " " " " " ۳/

مندرجہ بالا رعایتی شرح امرتسر کو آنیوالے مال مویشی کے لئے ۲۲ مارچ ۱۹۰۱ء سے ۱۵ اپریل ۱۹۰۱ء تک رہیگی اور امرتسر سے بیرونجات کو جانیوالے مال مویشی کو لئے ۶ اپریل ۱۹۰۱ء سے ۲۰ اپریل ۱۹۰۱ء تک

ٹریفک سپرنٹنڈنٹ لاہور۔ ۵ مارچ ۱۹۰۱ء

ای۔ ایف۔ جیکب صاحب ٹریفک سپرنٹنڈنٹ بہادر۔ این۔ ڈبلیو۔ آر۔

ضروری اعلان

ہمارے ہاں بعد وفات جو امداد دیجاتی ہے اسکے حاصل کرنیکا طریقہ بالکل سہل اور محفوظ ہے اور ساتھ ہی کم خرچ و بالا نشین بھی ہے انگریزی والوں کی درخواستیں آنی چاہئیں۔ قواعد و ضوابط کیلئے ذیل کے پتہ پر انگریزی میں درخواست کریں اخبار کا حوالہ ضرور

Manager Calcutta Provident Institute
11-3 Harrison Road Calcutta.

اہل اسلام کیواسطے نعمت غیر مترقبہ

اس کتاب میں کیا ہے اور کس چیز کا ذکر ہے یہ تو آپ کو عنوان ہی سے ظاہر ہو گیا ہوگا لیکن اسکی اجمالی کیفیت کا سرسری خاکہ یہ ہے کہ یہ کتاب **فتاوی عزیزی** کا اردو سلیس نہایت عام فہم ترجمہ ہے جو عوام خواص بحر معانی جلال مشکلات قرانی قدوۃ المفسرین زبدۃ المحدثین صاحب الفضل والتمیز جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کی تصنیف ہے اسمیں شاہ صاحب کے وہ تمام فتوے موجود ہیں جو آپنے مختلف سائلوں کے متعدد سوالات کے جواب میں وقتاً فوقتاً تحریر فرما کر اپنے متبحر علمی کا نمونہ دکھایا ہے اور جنکی سائلوں اور مفتیوں کو ہر وقت ضرورت پڑتی ہے علاوہ ازیں آخر کتاب میں چند ایسے مفید و کارآمد رسالے منضم کئے گئے ہیں جو عوام و خواص دونوں فرقوں کے حق میں انتہا سے زیادہ کارآمد ہیں اور جنہیں شاہ صاحب نے بعض مخصوص مسایل کے جواب میں نہایت شایستگی اور متانت کیساتھ تحریر فرمایا ہے حقیقت تو یہ ہے کہ شاہ صاحب کی بیش قیمت زندگی کا تمام سرمایہ اسی کتاب میں موجود ہے آپ اسمیں ذرا بھی مبالغہ نہ سمجھیں کہ جسطرح یہ کتاب عام لوگوں کو ازبس مفید و کارآمد ہے اسیطرح علماء و فضلا کی بھی نہایت مددگار و معاون ہے کیونکہ اسمیں صدہا وہ مسایل و فتاوی موجود ہیں جنکی عوام کو علماء سے دریافت کرتے اور علماء کو جواب لکھتے وقت بڑی بڑی ضخیم علمی کتابوں کی تتبع کرنیکی ہر وقت سخت ضرورت پڑتی ہے اس کتاب کے دیکھنے سے عام لوگ گھر بیٹھے اپنے سوالات کی شافی و تسکین بخش جواب پا سکتے ہیں اور علما بلا تردد آنکھ بند کر کے ہر مسئلہ کا جواب باصواب دے سکتے ہیں۔ الصورت میں ہمارا یہ کہنا بالکل صحیح اور درست ہوگا کہ اس کتاب کے علاوہ دنیا بھر میں کوئی ایسی جامع کتاب نہیں جو سوال و افتار دونوں باتوں کی ذمہ دار ہو اور سایل و مفتی دونوں فرقوں کو برابر اور یکساں فائدہ پہونچانے کی متکفل ہو۔ عمدہ کاغذ ستھری چھپائی ۳۲۰ صفحہ۔ قیمت بغرض رفاہ عام بمحصول وغیرہ ذمہ خریدار۔

المشتہر
حافظ رحیم الدین احمد شہر دہلی متصل حویلی کالے صاحب طلب فرماویں

اصلی زندگی

میں کایا پلٹ کا سین

مفصلہ ذیل اہم واقعات ایک رپورٹ سے اقتباس و استنباط کئے گئے ہیں جو اخبار "ٹرمل سکس اینڈ بکنگھم شائر اڈورٹائزر" میں شائع ہوئی تھی "مس نیلی رسیل" نام نوجوان لیڈی جسکا ان حالات میں تذکرہ آیا ہے۔ مقام ڈنسٹن کاٹیج۔ برج روڈ۔ اکسبرج۔ لنڈن میں اپنے باپ کے پاس رہتی ہے جب اس سے حالات دریافت کئے گئے تو وہ یوں بیان کرنے لگی:۔ جولائی ۱۸۹۹ء سے میری صحت جسمانی کچھ خراب رہتی تھی۔ میری حالت بگڑتے بگڑتے ناطاقتی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ آخر مجبور ہوکر جنوری گزشتہ میں مجھے لنڈن کے "سینٹ میریز ہاسپٹل" میں جانا پڑا تین ہفتے تو وہیں پڑے پڑے میرا علاج معالجہ ہوتا رہا اور بعد اسکے وہاں سے نکلکر کامل ایک سہ ماہی اور بھی اسی شفاخانہ کی دوا ہوا کی۔ مگر خاک بھی فائدہ نہ ہوا۔ ناسور معدہ اور کمی خون و خرابی خون کے عارضہ میں پڑی گھلتی رہی۔"

رپورٹر "اچھا پھر ان علاج معالجوں کا نتیجہ کیا ہوا؟"

مس نیلی "کہتی تو ہوں کہ کچھ بھی فائدہ نہ ہوا۔ گو اول اول عارضی طور پر ایک حد تک آرام و افاقہ سا ہوگیا تھا مگر جب تک مرض کا قلع و قمع نہ ہوجائے اور اسکے کچھ بھی اثر آثار باقی رہیں اسوقت تک شفا کلی نہیں ہوسکتی چنانچہ میرے ساتھ بھی ہوا کہ بدن میں بیماری کی جو جڑ جمی ہوئی تھی اس کا دفعیہ نہ ہوا تھا۔ اسی وجہ سے کچھ دنوں بعد مرض پھر عود کر آیا۔"

رپورٹر "بھلا وہ علامات مرض کیا تھیں؟"

مس نیلی "یہ کہ ناطاقتی و کمزوری انتہا درجہ بڑھی ہوئی تھی۔ کھانا پینا چھوٹ گیا تھا جسم میں خون نام کو نہ رہا تھا۔ کمزوری کا عمل دخل ہوا تو طاقت آپ سے آپ پہلے ہی جواب دے چکی تھی۔ غرض قصہ مختصر یہ کہ میری حالت ہر طرح بالکل ہی ردی ہوگئی تھی۔"

رپورٹر "کیا تمہارے بدن کا وزن بھی گھٹ گیا تھا؟"

مس نیلی "نہیں یہ تو نہیں ہوا۔ مگر ہاں رنگت میری البتہ پیلی زرد پڑگئی اور جسم میں سکت مطلق نہ رہی تھی۔ لیکن گزشتہ ماہ مئی کا ذکر ہے کہ کسی اخبار میں میں نے ایک مضمون پڑھا جس میں بالکل مجھ جیسے مریض کی شفایابی کا حال درج تھا۔"

رپورٹر "وہ کیسے؟۔ آخر وہ کونسی دوائی تھی جس نے اس قسم کی بیماری والے کو شفا بخشی؟"

مس نیلی "اس دوا کا نام ہے "ڈاکٹر ولیمز پنک پلز"۔ مجھے اس دوا پر پہلے سے کچھ پکا عقیدہ تو تھا ہی نہیں۔ اس لئے اسکے استعمال کا کوئی بڑا اشتیاق نہ ہونا چاہیے تھا نہ ہوا۔ مگر میں چونکہ اس بیماری کی مصیبت سے بہت ہی تنگ آگئی تھی اور ہر دم اسی دھن میں رہتی تھی کہ کسی طرح اس کمبخت کا کالا منہ ہو خواہ وہ کسی جڑی بوٹی یا خاک کی چٹکی سی سے کیوں نہ ہو۔ بس میں نے بادل ناخواستہ ہی ان گولیوں کی آزمایش کرنا ضروری سمجھا۔ چنانچہ فوراً گولیاں منگا ہی لیں اور کھانی شروع کردیں۔ ماہی میں ایک بکس ہی ختم کرنے پائی تھی کہ مجھے خاصہ افاقہ معلوم ہونے لگا اور پھر دوسری بکس میں سوا ہی کچھ گولیاں باقی تھیں کہ میں کھانا کھانے کے قابل ہوگئی۔ غرض اس طرح سے میری پہلی اور پچھلی حالت میں کچھ عجب حیرتناک طور پر زمین و آسمان کا فرق پڑگیا۔ جسکا ناواقف آدمی کو ذرا مشکل سے یقین آسکتا ہے۔"

رپورٹر "کیا پھر تمہیں ان گولیوں کے اور بہت سا سے بکس کھانے پڑے؟"

مس نیلی "نہیں تو! میں کہتی ہوں نا کہ جب میں نے "ڈاکٹر ولیمز پنک پلز" کا استعمال شروع کیا ہے اس سے پہلے تو میری ایسی حالت تھی جیسے کوئی قبر سے نکلکر آیا ہو۔ بالکل مری مردہ سی۔ مگر گولیاں کھاتے ہی فوراً مجھے اپنی صحت میں نمایاں ترقی معلوم ہونے لگی اور اب میری تندرستی اور جسمانی حالت خدا کے فضل سے ایسی اچھی ہے کہ سابقہ حالت کا خیال کرکے مجھکو دیکھنے والے حیرت میں رہجاتے ہونگے یعنی یہ سمجھ لوکہ "ایمانا" میں بیماری سے پہلے بھی کبھی ایسی تندرست اور چاق چوبند نہ رہی تھی جیسی کہ اب ہوں۔ اب میں جی چاہے جو کھا پی سکتی ہوں۔ بھلا اب تمہیں میری شکل صورت دیکھ کے یہ وہم و گمان بھی ہوسکتا ہے کہ میں کبھی پیلی مینڈک سی ہونگی؟ ہرگز نہیں؟"

مس نیلی نے یہ بیان کرکے اپنی گفتگو ختم کردی کہ "میری صحت جسمانی اور حالت ظاہری اسوقت جیسی اچھی ہے میرے ہوش میں تو آجتک کبھی ایسی عمدہ ہوئی نہیں۔ چنانچہ میرے سارے ملنے والے بھی یہی کہتے ہیں کہ اب تو تم ماشاء اللہ بڑی ہی تندرست صحیح القویٰ اور ہشاش بشاش نظر آتی ہو!"

مس نیلی رسیل کی حالت میں یہ کایا پلٹ جو آپنے ملاحظہ کی اسکی وجہ محض یہ ہے کہ مس صاحبہ کی صحت اور قوت جو زائل ہوچکی تھی وہ پوری پوری بحال ہوگئی۔ کیونکہ انیمیا (عارضہ کمی خون و خرابی خون) میں یہی ہوتا ہے کہ خون نہایت رقیق۔ نہایت ناقص اور خالی از قوت ہوجاتا ہے اور اسی سے مریض کی ساری تکلیف پیدا ہوتی ہے۔ پس چہرہ کی رونق اور بشرہ کی بشاشت اسی صورت میں بحال ہوسکتی ہے جبکہ خون کو اصلی حالت پر لایا جائے۔ سو "ڈاکٹر ولیمز پنک پلز" میں یہ خاصیت بوجہ احسن موجود ہے۔ یہ سمجھ لیجیے کہ ان گولیوں کے ہر ایک ڈوز (معتاد) سے نیا اور بڑا طاقتور خون صالح پیدا ہوتا ہے۔ ساتھ ہی اک بڑی خوبی ان گولیوں میں یہ ہے کہ مقوی اعصاب بھی اعلےٰ درجہ کی ہیں۔ پھر لطف یہ کہ کوئی ایسی نایاب و بیمقدار نہیں جسکے لئے پنساریوں کی دکان دکان پوچھتے پھرو جگہ جگہ ٹکریں مارو اور پھر بھی نہ ملے نہیں بلکہ یہ ہر جگہ بآسانی دستیاب ہوسکتی ہیں۔ بڑی بڑے معتبر دوا فروش جنہیں انکے ان سے تمہیں یہ اصلی گولیاں ملسکتی ہیں۔ اس بات کی بڑی احتیاط چاہیئے کہ دھوکہ میں کوئی اور نقلی گولیاں نہ آجائیں دیکھنا ایسا نہ ہو کہیں تم کسی دغاباز کے ہتھے چڑھ جاؤ اور وہ تمہیں کوئی دوسری گولیاں پکڑا دے یا اور ہی کوئی الا بلا مٹھے مار کے دام ٹھگ لے۔ نقلی گولیوں پر کبھی بھروسہ نہ کرنا کیونکہ وہ بالکل ناقص بلکہ مضر ہوتی ہیں۔ نقلی گولیاں بیچنے والے دھوکہ باز خدا جانے کیا کیا خاک دھول بلا بد ترکوٹ کاٹکے گولیاں باندھ بیچتے ہیں۔ نہیں کہہ سکتے کہ مریض پر انکا کیسا اثر پڑے۔ کوئی بچارہ "ڈاکٹر ولیمز پنک پلز" سمجھکر کھانے تو فائدہ کیلئے اور وہاں پڑجائیں اور الٹے لینے کے دینے۔ ڈاکٹر ولیمز پنک پلز ان تمام بیماریوں میں فائدہ کرچکی ہیں جو کمزوری اعصاب سے۔ بے اعتدالیوں اور نوجوانی کی غلط کاریوں سے یا گرم ممالک میں رہنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثلاً امراض جگر۔ ملیریا کے بخار یا بخار کی دیگر اقسام کے بعد کا اثر۔ ضرر رسانی کو موٹاپے کی دوا (جنہیں سے اخیر تو معمولی ادویہ سے کبھی جاتی ہی نہیں) عرق النساء۔ رعشہ۔ امراض نخاع۔ دردسر عصبی۔ امراض قلب اور وہ بیماریاں جو خون کی کمی سے پیدا ہوتی ہیں مثلاً انیمیا۔ دق۔ وجع مفاصل۔ بدہضمی۔ دم پھولنا۔ اختناق الرحم۔ زنانہ امراض۔ چہرہ کی زردی اور دبلاپن۔ یہ گولیاں (جو مرد و عورت دونوں کے لئے یکساں مفید پڑتی ہیں) دو بانچ لمبے اور روپیہ برابر گول بکسوں میں فروخت ہوتی ہیں۔ اوپر باہر کو گلابی کاغذ لگا ہوتا ہے جسپر پورا نام (سات الفاظ) "ڈاکٹر ولیمز پنک پلز فور پیل پیپل" لکھا ہوتا ہے۔ دو روپیہ فی ڈبیہ کے حساب سے فروخت ہوتی ہیں۔ ہندوستان برہما اور لنکا کے تمام بازاروں میں دوا فروشوں کی دوکانوں سے ملسکتی ہیں۔ ڈاکٹر ولیمز میڈیسن کمپنی کے ایجنٹ و سوداگر تنتسی ۲۰ کالیا دیوی روڈ بمبئی و نمبر ۵۸ کیننگ سٹریٹ کلکتہ میں۔ ان کے بجائے اور دوا خواہ کھلی یا بند بکتی ہو بالکل نکمی ہے۔

جن لوگوں کو انیمیا (عارضہ کمی خون و خرابی خون) کی بیماری ہو یا جن کا صفراوی مزاج ہو انہیں مسہلات سے ہمیشہ اجتناب کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر مسہلات کا پرہیز نہ رکھا جائے تو وہ خون کو بگاڑکر اور کمزور کرکے اور بھی ضعف و نقاہت پیدا کردیتے ہیں۔ نظام جسمانی میں انتہا درجہ کی کمزوری لاحق ہوجاتی ہے۔ جسکے انجام بد سے خدا بچائے!!!